ہفت روزہ

فون ۶۷۵۴۵

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۴ اکتوبر سنہ ۱۹۶۰ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

ہدیہ چار آنے

گلہائے عقیدت

بدرگاہِ کبریا

اے خدائے پاک اے پروردگار — تیرا لطف و جود ہم پر بے شمار
یہ زمین و آسماں، شمس و قمر — تیرا حسن و نور ان سے آشکار
ماسوا کو سر جھکائیں گے نہ ہم — تیری وحدت کی قسم اے کردگار
خالقِ شام و سحر تو ہی تو ہے — کہہ رہی ہے گردشِ لیل و نہار

ہم ہیں خود تیری خدائی کی دلیل
ہم ہیں طارق اس کے فن کے شاہکار



ببارگاہِ رسالت

سرورِ کونین، فخرِ کائنات — گلشنِ ختمِ نبوّت کی بہار
مٹ گیا کفر و ضلالت کا وجود — جب ہوا تیرا ورودِ نوربار
اللہ اللہ! اپنی اُمّت کی تڑپ — رات بھر رویا کیا تو زار زار
اس کے پاؤں پر گرے ہیں تخت و تاج — ہو گیا جو تیرے قدموں پر نثار
عرش بھی انسان کی ہے رہ گزر — ہے تری معراج سے یہ آشکار

طارق اس کی پیروی کا ہے یہ فیض
ہو گئے صحرا نشیں بھی تاجدار

(طارق محمود جھنگ شہر)

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۶ | جمعۃ المبارک ۲۱ ربیع الآخر ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۴ اکتوبر ۱۹۶۰ء | شمارہ ۲۳

عراق اور اُردن کی مُفاہمت

اس دفعہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کا اجلاس بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ روسی وفد کی نمائندگی خود روس کا وزیر اعظم مسٹر خروشیف کر رہا ہے۔ جس میں اور ممالک کے سربراہوں کو بھی شرکت کی ترغیب دی گئی تھی۔ چنانچہ گیانا۔ کیوبا۔ انڈونیشیا۔ اردن۔ مصر۔ ہندوستان، یوگوسلاویکیہ اور برطانیہ وغیرہ کے سربراہوں نے بھی شرکت کی۔ امریکہ کے صدر کو شریک ہونا ہی تھا۔ اس طرح یہ اجلاس دنیا کے سربراہوں کا اجلاس بن گیا اور اس نے بڑی اہمیت حاصل کر لی۔ اس اجلاس میں شریک ہونے والے سربراہوں کا مقصد ہی جوڑ توڑ تھا۔ یا وہ دولِ عالم کے سرپرستوں سے ملاقاتیں کر کے اپنے مسائل حل کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ خروشیف کی شرکت اور اس کی ظرافت نے اس عالمی اجتماع کو ایک اچھا خاصا زعفران زار بنائے رکھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ایک جمہوری حکومت میں اپوزیشن لیڈر نکتہ چینی اور تنقید کا مقصد لئے ہوئے بیٹھا ہے۔ اس نے مختلف ممالک کو متاثر کرنے کی کوشش کی اور مندوبین کے اعزاز میں دعوت بھی دی۔ خروشیف کو اپنے مقاصد میں کتنی کامیابی یا ناکامیابی ہوئی۔ اس کا پورا علم تو اجلاس کے خاتمہ کے بعد ہی ہو سکے گا۔ دیکھئے بین الاقوامی مسائل مزید اُلجھتے ہیں یا سلجھتے ہیں۔ ہمیں اس وقت عالم اسلام کے سلسلہ میں کچھ عرض کرنا ہے۔ اردن کے شاہ حسین بھی اجلاس میں پہنچے ہوئے ہیں۔ عراق کے وزیر خارجہ سے اُن کا تبادلۂ خیالات ہوا۔ جب سے عراق میں انقلاب آیا اور شاہی خاندان کا بُری طرح سے خاتمہ ہوا۔ اس وقت سے اب تک عراق اور اردن کے تعلّقات کشیدہ رہے۔ مگر اس ملاقات اور تبادل خیالات کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ دونوں ملکوں میں دوبارہ تعلقات قائم ہو گئے۔ چنانچہ شاہِ اردن نے اپنی کابینہ کو حکم دیا اور اُس نے باقاعدہ تجویز کے ذریعہ عراق کی موجودہ انقلابی حکومت کو تسلیم کر لیا۔

اس سے پہلے ایک اطلاع آئی تھی کہ ترکی اور عراق میں بھی معاہدہ ہو رہا ہے۔ مسلم ممالک کا باہمی قرب و اتحاد کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ اس پر جتنی بھی خوشی کی جائے کم ہے۔ بشرطیکہ یہ اتحاد کسی بڑے اختلاف کا پیش خیمہ نہ ہو۔ موجودہ دَور میں ترکوں اور عربوں کی باہمی منافرت کا طول پکڑ جانا تو افسوسناک تھا ہی عربوں کے اندرونی اختلافات نے مزید سامان تضحیک و تضحیک پیدا کر دیا۔ مدّتوں کے بعد شامی اور مصری عربوں کا ایک دوسرے کو گلے لگانا جتنا دل خوش کُن تھا۔ عراق اردن اور عرب متحدہ جمہوریہ کا اختلاف اتنا ہی دل شکن تھا۔ موجودہ اردن اور عراق کی مصالحت اگر اختلافات مٹانے کی طرف ایک اقدام ہے۔ اس سے زیادہ مبارک باد کون سی ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر یہ مصالحت جمال ناصر کو نیچا دکھانے کے لئے ہے تو یہ ایک شر بصورت خیر ہے۔ ناصر کی طرف سے اردن اور عراق کے خلاف بیان بازی اور ان دونوں ملکوں کا جمال ناصر کے اقتدار پر حسد کھانا، عالم اسلام کے لئے تشویشناک ہے۔ کاش کہ اہلِ اسلام اسلام کی زرّیں تعلیمات کو اپنا کر عہد ماضی کی یاد تازہ کرتے۔ اسلام نے اسی لئے افراد کی اخلاقی اصلاح پر زور دیا ہے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔ جو شخص منہ پر تمہاری تعریف کرے۔ اس کے منہ پر مٹی پھینکدو۔ سبحان اللہ اخلاقی امراض کے نبّاضِ اعظم نے ایک ایک فرد کے اخلاق کو سنوارنے اور سنبھالنے کی کتنی کوشش کی۔ کسی شخص کے دل میں یہ خیال جاگزین ہو جانا ہی اس کی تباہی کے لئے کافی ہے۔ کہ میں اَوروں سے اچھا اور بڑا ہوں۔ آج دنیا والے اتحاد، اتحاد کا راگ بہت الاپتے ہیں۔ لیکن وہ بے اتفاقی کے اصلی سبب کو نہ جاننے کی وجہ سے کامیاب نہیں ہوتے بے اتفاقی سبب تکبّر ہوتا ہے۔ کہ ہر شخص اپنے کو بڑا سمجھے اور بڑا بننے کی کوشش کرے۔ اس تکبّر کا لازمی نتیجہ حسد ہوتا ہے۔ متکبّرین ایک دوسرے کے وقار و اقتدار پر جلتے اور اُس کو تباہ کر کے اپنے لئے وہ مقامِ عزّت حاصل کرنے کی کوشش کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ پھر اتفاق ہو تو کیسے ہو۔ اسلام نے ابتدار ہی سے افراد کے دلوں سے حسد اور تکبّر نکالنے کی تعلیم دی۔ اگر آج مصر کے جمال ناصر اردن کے شاہ حسین عراق کے عبدالکریم قاسم اور اسی طرح دوسرے امرائے اسلام اپنے اپنے وقار اور اقتدار یا شخصی شہرت اور عزّت کی بجائے مِلّت اسلامیہ کے صلاح و فلاح اور مفاد و ارتقار پر سوچتے اور انفرادی نقصان برداشت کر کے بھی ملّی اجتماعی مفاد حاصل کرنے کی کوشش کرتے۔ تو آل گئے گذرے حالات میں بھی ان کا مستقبل درخشاں ہوتا یہی وجہ ہے کہ اللہ والے سب سے زیادہ توجہ اصلاحِ اخلاق پر مرکوز فرماتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ سب مسلمانوں کو نصیب کرے۔

اگر اردن اور عراق کی مصالحت اسلامی مفاد کے لئے ہے تو ان کا فرض ہے۔ اس کا دائرہ باقی عرب ممالک اور پھر سارے اسلامی ممالک تک وسیع کریں۔ اگر مصر اور شام کا اتحاد اُن کی عزّت کو چار چاند لگا سکتا ہے۔ تو تمام عرب ممالک کا ایکا کتنے مفید نتائج پیدا کر سکتا ہے۔ چہ جائیکہ تمام عالم اسلام اسلامی اخوّت کی رسّی میں منسلک ہو جائے۔

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْز

سُرخ نشان آپ کے پتہ کی چِٹ پر سُرخ نشان کا مطلب یہ ہے کہ آپکا چندہ ختم ہے۔ لہٰذا اس سلسلۂ خیر کو باقاعدہ جاری رکھنے کیلئے اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھجوا کر عنداللہ ماجور ہوں۔ وی پی منگوانے سے خریدار اور ادارہ دونوں کو خسارہ رہتا ہے۔ (مدیر)

اَحَادِیْثُ الرَّسُوْل صلی اللہ علیہ وسلم

خطبہ کے وقت بات نہ کرو

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَکَلَّمَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَالْاِمَامُ یَخْطُبُ فَھُوَ کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَاراً وَالَّذِیْ یَقُوْلُ لَہٗ اَنْصِتْ لَیْسَ لَہٗ جُمُعَۃٌ رَوَاہُ اَحْمَدُ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص خطبہ کے وقت بات کرے۔ وہ اس گدھے کی مانند ہے۔ جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں۔ اور جو شخص کسی سے کہے خاموش رہ۔ اس کا جمعہ نہیں ہے۔

جمعہ عید ہے

عَنْ عُبَیْدِ ابْنِ السَّبَّاقِ مُرْسَلاً قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ جُمُعَۃٍ مِنَ الْجُمَعِ یَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ اِنَّ ھٰذَا یَوْمٌ جَعَلَہُ اللّٰہُ عِیْدًا فَاغْتَسِلُوْا وَمَنْ کَانَ عِنْدَہٗ طِیْبٌ فَلَا یَضُرُّہٗ اَنْ یَمَسَّ مِنْہُ وَعَلَیْکُمْ بِالسِّوَاکِ رَوَاہُ مَالِکٌ وَرَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ عَنْہُ وَھُوَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مُتَّصِلاً۔

ترجمہ حضرت عبید بن سباقؓ مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جمعہ میں یہ فرمایا۔ کہ اے مسلمانوں کی جماعت خدا نے اس دن کو (جمعہ کو) مسلمانوں کی عید قرار دیا ہے۔ پس تم جمعہ کو غسل کرو۔ اور خوشبو پاس ہو تو اس کو لگاؤ اور مسواک کو ضروری سمجھو۔

جمعہ کے دن غسل کرو

عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَقًّا عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ اَنْ یَّغْتَسِلُوْا یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَلْیَمَسَّ اَحَدُھُمْ مِنْ طِیْبِ اَھْلِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ فَالْمَاءُ لَہٗ طِیْبٌ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ۔

ترجمہ حضرت براءؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ جمعہ کے دن غسل کریں اور گھر میں خوشبو ہو تو لگائیں اگر خوشبو نہ ہو تو پانی اس کی خوشبو ہے۔

نماز جمعہ کا وقت

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّی الْجُمُعَۃَ حِیْنَ تَمِیْلُ الشَّمْسُ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

ترجمہ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز اس وقت پڑھتے تھے۔ جب کہ دن ڈھل جاتا تھا۔

جمعہ کے دن کا حکم

عَنْ سَھْلِ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ مَا کُنَّا نَقِیْلُ وَلَا نَتَغَدّٰی اِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَۃِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

ترجمہ حضرت سہل بن سعدؓ کہتے ہیں کہ (جمعہ کے دن) نماز جمعہ سے پہلے نہ تو ہم قیلولہ کرتے اور نہ کھانا کھاتے۔

جمعہ کا وقت

عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اشْتَدَّ الْبَرْدُ بَکَّرَ بِالصَّلٰوۃِ وَاِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ اَبْرَدَ بِالصَّلٰوۃِ یَعْنِی الْجُمُعَۃَ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت سردی کے ایام میں جمعہ کی نماز سویرے پڑھتے۔ اور سخت گرمی کے ایام میں دیر سے پڑھتے۔

جمعہ کی آذان کا بیان

عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ کَانَ النِّدَاءُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ اَوَّلُہٗ اِذَا جَلَسَ الْاِمَامُ عَلَی الْمِنْبَرِ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ فَلَمَّا کَانَ عُثْمَانُ وَکَثُرَ النَّاسُ زَادَ النِّدَاءَ الثَّالِثَ عَلَی الزَّوْرَاءِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

ترجمہ حضرت سائبؓ بن یزید کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں جمعہ کی پہلی اذان وہ تھی جو امام کے منبر پر بیٹھنے کے بعد دی جاتی تھی۔ ابوبکرؓ و عمرؓ کے زمانوں میں بھی اس پر عمل رہا۔ پھر جب عثمانؓ کی خلافت کا زمانہ آیا۔ اور لوگوں کی زیادتی ہوئی تو تیسری آذان بڑھائی گئی۔ جو مدینہ کے بازار زوراء میں کہی جاتی تھی۔ (تیسری آذان سے مراد پہلی آذان ہے۔

دو خطبے پڑھنے کا ذکر

عَنْ جَابِرِ ابْنِ سَمُرَۃَ قَالَ کَانَتْ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خُطْبَتَانِ یَجْلِسُ بَیْنَھُمَا یَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ وَیُذَکِّرُ النَّاسَ فَکَانَتْ صَلٰوتُہٗ قَصْدًا وَّخُطْبَتُہٗ قَصْدًا رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

حضرت جابر بن سمرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو خطبے پڑھتے تھے۔ اور ان کے درمیان بیٹھتے تھے۔ اور ان دونوں خطبوں میں قرآن پڑھتے اور نصیحت کرتے تھے۔ اور آپ کی نماز اوسط درجے کی ہوتی تھی اور خطبہ بھی اوسط درجہ کا ہوتا تھا۔

خطبہ کو مختصر پڑھو

عَنْ عَمَّارٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ طُوْلَ صَلٰوۃِ الرَّجُلِ وَقِصَرَ خُطْبَتِہٖ مَئِنَّۃٌ مِنْ فِقْھِہٖ فَاَطِیْلُوا الصَّلٰوۃَ وَاقْصُرُوا الْخُطْبَۃَ وَاِنَّ مِنَ الْبَیَانِ سِحْرًا رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

حضرت عمارؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ نماز کا لمبا پڑھنا اور خطبہ کو مختصر کرنا دانائی کی علامت ہے۔ پس تم نماز کو لمبا پڑھو اور خطبہ کو مختصر پڑھو اور بعض بیان سحر ہوتا ہے۔

خُطبۂ یوم الجمعۃ ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق ۷ اکتوبر ۱۹۶۰ء

از :۔ جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَہٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَہُوْا ج

(الآیۃ سورۃ الحشر رکوع ۱)

(ترجمہ) :۔

اور جو کچھ تمہیں رسول دے اسے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو۔

قسط اوّل

مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ پر شواہد

پہلا شاہد

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلصَّلٰوتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَۃُ اِلَی الْجُمُعَۃِ وَرَمَضَانُ اِلٰی رَمَضَانَ مُکَفِّرَاتٌ لِّمَا بَیْنَہُنَّ اِذَا اجْتُنِبَتِ الْکَبَائِرُ۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ : ابی ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ پانچوں نمازیں اور جمعہ سے جمعہ تک اور رمضان سے رمضان تک مٹا دیتے ہیں، ان گناہوں کو جو اُن کے درمیان ہوتے ہیں جب کہ گناہ کبیرہ نہ کیے گئے ہوں۔

یعنی

ہر دوسری نماز پہلی نماز کے بعد جو گناہ کئے تھے، وہ معاف کرا دیتی ہے۔ بشرطیکہ گناہِ کبیرہ نہ کرے۔

دُوسرا شاہد

عَنْ عُبَادَۃَ ابْنِ الصَّامِتِؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوَاتٍ اِفْتَرَضَہُنَّ اللّٰہُ تَعَالٰی مَنْ اَحْسَنَ وُضُوْءَہُنَّ وَصَلَّاہُنَّ لِوَقْتِہِنَّ وَاَتَمَّ رُکُوْعَہُنَّ وَخُشُوْعَہُنَّ کَانَ لَہٗ عَلَی اللّٰہِ عَہْدٌ اَنْ یَّغْفِرَ لَہٗ وَمَنْ لَّمْ یَفْعَلْ فَلَیْسَ لَہٗ عَلَی اللّٰہِ عَہْدٌ اِنْ شَآءَ غَفَرَ لَہٗ وَاِنْ شَآءَ عَذَّبَہٗ۔ (رواہ احمد)

ترجمہ : عبادہؓ بن صامت سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ نمازیں ہیں جن کو اللہ تعالےٰ نے فرض کیا ہے۔ پس جس شخص نے ان نمازوں کے لئے اچھی طرح وضو کیا۔ ان کے وقت پر ان کو پڑھا اور رکوع خوبی کے ساتھ ادا کیا۔ اور حضورِ قلب کے ساتھ نماز کو ادا کیا اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس کو بخش دے اور جو ایسا نہ کرے۔ اس کے لئے خدا تعالےٰ کا کوئی وعدہ نہیں۔ وہ چاہے تو اس کو بخش دے اور چاہے عذاب دے۔

تیسرا شاہد

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : صَلُّوْا خَمْسَکُمْ وَصُوْمُوْا شَہْرَکُمْ وَاَدُّوْا زَکٰوۃَ اَمْوَالِکُمْ وَاَطِیْعُوْا ذَا اَمْرِکُمْ تَدْخُلُوْا جَنَّۃَ رَبِّکُمْ۔ (رواہ احمد والترمذی)

ترجمہ : ابی امامہؓ سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، پانچ نمازیں پڑھو اور مہینہ رمضان کے روزے رکھو اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو اور اپنے حاکم کی اطاعت کرو تو تم اپنے رب کی بہشت میں داخل ہو جاؤ گے۔

بہشت میں داخل ہونے کی یہ شرائط معلوم ہوئیں :

کہ انسان (۱) پانچ وقت نماز پڑھے۔ اور (۲) رمضان مبارک کے روزے رکھے اور (۳) زکوٰۃ ادا کرے اور (۴) مسلمان حاکم کے احکام کی تعمیل کرے۔

گزشتہ حدیث شریف میں حج کا ذکر نہیں ہے۔ شاید یہ اس وقت کا ارشاد ہو جب ابھی حج کرنے کا حکم نہ نازل ہوا ہو۔

چوتھا شاہد

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ زَمَنَ الشِّتَآءِ وَالْوَرَقُ یَتَہَافَتُ فَاَخَذَ بِغُصْنَیْنِ مِنْ شَجَرَۃٍ قَالَ فَجَعَلَ ذٰلِکَ الْوَرَقُ یَتَہَافَتُ قَالَ فَقَالَ یَا اَبَا ذَرٍّ قُلْتُ لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَیُصَلِّی الصَّلٰوۃَ یُرِیْدُ بِہَا وَجْہَ اللّٰہِ فَتَہَافَتُ عَنْہُ ذُنُوْبُہٗ کَمَا تَہَافَتُ ھٰذَا الْوَرَقُ عَنْ ھٰذِہِ الشَّجَرَۃِ۔ (رواہ احمد)

ترجمہ : ابی ذرؓ سے روایت ہے کہ ایک روز سردی کے موسم میں جب کہ درختوں کے پتے گر رہے تھے۔ پس آپؐ نے ایک درخت کی دو ٹہنیاں پکڑیں اور ان دونوں سے پتے گرنے لگے۔ آپؐ نے فرمایا اے ابوذرؓ! ابوذرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! حاضر ہوں۔ آپؐ نے فرمایا جب بندہ مسلمان خالص اللہ کے لئے نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح گرتے ہیں جس طرح یہ پتے درخت سے گر رہے ہیں۔

بالضبب

وہ مسلمان مرد اور عورتیں! جو اپنے گناہوں کے اس طرح معاف کرا لینے کے آسان ترین

فعل سے بھی گھبرائیں اور نماز نہ پڑھیں حالانکہ نماز نہ پڑھنے کی سزا دوزخ ہے کہ بے نماز مرد اور عورتیں کتنے بد نصیب ہیں کہ معمولی سی تکلیف کرکے بھی جنت کا ٹکٹ نہ خریدیں اور بے نماز رہنے کے باعث دوزخ میں جائیں۔ وما علینا الا البلاغ۔

پانچواں شاہد

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ ذَكَرَ الصَّلٰوةَ يَوْمًا وَّقَالَ مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهٗ نُوْرًا وَّبُرْهَانًا وَّنَجَاةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ لَّمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ تَكُنْ لَّهٗ نُوْرًا وَّلَا بُرْهَانًا وَّلَا نَجَاةً وَّكَانَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَاُبَيِّ ابْنِ خَلَفٍ۔

(رواہ احمد والدارمی والبیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو بن العاص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ تحقیق کہ آپؐ نے ایک دن نماز کا ذکر فرمایا۔ پھر فرمایا کہ جو شخص نماز پر حفاظت کرتا ہے تو یہ نماز اُس کے لئے نور کا سبب ہوگی (یعنی، کمال ایمان کی دلیل ہوگی اور قیامت کے دن بخشش کا ذریعہ ہوگی اور جو شخص نماز کی حفاظت نہ کرے، اس کے لئے نہ تو نور کا سبب ہوگی اور نہ کمال ایمان کا اور نہ ذریعہ بخشش کا۔ اور وہ قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان اور ابی ابن خلف کے ساتھ ہوگا۔

برادرانِ اسلام!

گزشتہ حدیث شریف کو آنکھیں کھول کر اور کانوں کو متوجہ کرکے بار بار پڑھو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے ہیں کہ بے نماز کے لیے قیامت کے دن نہ نور نصیب ہوگا۔ نہ اس میں ایمان کا کمال پایا جائے گا اور نہ اس کے پاس ذریعہ بخشش کا ہوگا اور بے نماز قیامت کے دن ان کافروں کے ساتھ محشر میں اٹھایا جائیگا۔ قارون اور فرعون اور ہامان اور ابی ابن خلف کے ساتھ جب ان کا ساتھ ہوگا تو جہاں وہ کافر جائیں گے، یعنی دوزخ میں، وہیں یہ بے نماز بھی ان کے ساتھ دوزخ میں جائیگا۔ پھر کلمہ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

کی برکت سے آپؐ شفاعت فرمائیں گے تب دوزخ سے نکل کر باہر آئیں گے۔ پھر اس شفاعت کی کوئی میعاد مقرر نہیں ہے کہ اتنی مدت تک ہو جائے گی۔ یہ میعاد فقط اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے۔

اَے بے نماز!

میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں یہ حالات پیش کر رہا ہوں تاکہ تم قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پر یہ الزام نہ لگا سکو کہ اے اللہ! ہمیں تو ان باتوں کا دنیا میں علم ہی نہیں ہوا، جو اب بے نماز ہونے کی وجہ سے پیش آ رہی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں قیامت کے دن یہ عذر پیش کرو کہ یا رسول اللہؐ! ہمیں تو آپ کے کسی خادم دین نے یہ باتیں بتلائی ہی نہیں تھیں۔

چھٹا شاہد

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ كَتَبَ اِلٰى عُمَّالِهٖ اِنَّ اَهَمَّ اُمُوْرِكُمْ عِنْدِي الصَّلٰوةُ مَنْ حَفِظَهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا حَفِظَ دِيْنَهٗ وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا اَضْيَعُ ثُمَّ كَتَبَ اَنَّ صَلٰوةَ الظُّهْرِ اِنْ كَانَ الْفَيْءُ ذِرَاعًا اِلٰى اَنْ يَّكُوْنَ ظِلُّ اَحَدِكُمْ مِثْلَهٗ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ قَدْرَ مَا يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فَرْسَخَيْنِ اَوْ ثَلٰثَةً قَبْلَ مَغِيْبِ الشَّمْسِ وَالْمَغْرِبَ اِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ وَالْعِشَاءَ اِذَا غَابَ الشَّفَقُ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ فَمَنْ نَّامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهٗ فَمَنْ نَّامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهٗ فَمَنْ نَّامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهٗ وَالصُّبْحَ وَالنُّجُوْمُ بَادِيَةٌ مُّشْتَبِكَةٌ (رواہ مالک)

ترجمہ: عمرؓ بن الخطاب سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے عاملوں (حاکموں) کو یہ لکھا کہ تمہارے کاموں میں میرے نزدیک سب سے اہم نماز ہے۔ پس جس نے محافظت کی نماز کی، اور محفوظ رکھا اس کو۔ اس نے محافظت اپنے دین کی کی اور جس نے نماز کو ضائع کیا پس وہ ضائع کرنے والا ہے، بہت اس چیز کو جو نماز کے سوا ہے اس کے بعد عمرؓ بن الخطاب نے لکھا کہ نماز ظہر کی پڑھ جب سایہ اصلی مثل ایک ہاتھ ہو اور اس وقت تک جب کہ تمہارا سایہ تمہارے قد کے برابر ہو اور عصر کی نماز اُس وقت تک پڑھو جب کہ آفتاب، اونچا سفید اور صاف ہو (یعنی سورج ڈوبنے میں اتنا وقت ہو) کہ آدمی سورج ڈوبنے سے پہلے چھ میل یا نو میل طے کر سکے اور مغرب کی نماز سورج غروب ہو جانے کے بعد پڑھو اور عشاء کی نماز پڑھو، جب کہ شفق جاتی رہے، تہائی رات تک۔ پس جو شخص کہ سو جائے (عشا پڑھنے سے پہلے) اس کی آنکھیں نہ سوئیں پس جو شخص سو جائے (عشا پڑھنے سے پہلے) اس کی آنکھیں نہ سوئیں اور صبح کی نماز پڑھو، جب ستارے ظاہر ہوں، گھرے شدہ۔

ساتواں شاہد

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَّلَا فِضَّةٍ لَا يُؤَدِّيْ مِنْهَا حَقَّهَا اِلَّا اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ صُفِّحَتْ لَهٗ صَفَائِحُ مِنْ نَّارٍ فَاُحْمِيَ عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَيُكْوٰى بِهَا جَنْبُهٗ وَجَبِيْنُهٗ وَظَهْرُهٗ كُلَّمَا رُدَّتْ اُعِيْدَتْ لَهٗ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرٰى سَبِيْلَهٗ اِمَّا اِلَى الْجَنَّةِ وَاِمَّا اِلَى النَّارِ۔ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْاِبِلُ قَالَ وَلَا صَاحِبُ اِبِلٍ لَا يُؤَدِّيْ مِنْهَا حَقَّهَا وَمِنْ حَقِّهَا حَلْبُهَا يَوْمَ وِرْدِهَا

إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ أَوْفَرَ مَا كَانَتْ لَا يَفْقِدُ مِنْهَا فَصِيلًا وَاحِدًا تَطَأُهُ بِأَخْفَافِهَا وَ تَعُضُّهُ بِأَفْوَاهِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ أُوْلٰهَا رُدَّ عَلَيْهِ أُخْرٰهَا فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِيْنَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرٰى سَبِيْلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَ إِمَّا إِلَى النَّارِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ قَالَ وَلَا صَاحِبُ بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّيْ مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ لَا يَفْقِدُ مِنْهَا شَيْئًا لَيْسَ فِيْهَا عَقْصَاءُ وَ لَا جَلْحَاءُ وَ لَا عَضْبَاءُ تَنْطِحُهُ بِقُرُوْنِهَا وَ تَطَأُهُ بِأَظْلَافِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ أُوْلٰهَا رُدَّ عَلَيْهِ أُخْرٰهَا فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِيْنَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرٰى سَبِيْلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَ إِمَّا إِلَى النَّارِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْخَيْلُ قَالَ فَالْخَيْلُ ثَلٰثَةٌ هِيَ لِرَجُلٍ وِزْرٌ وَهِيَ لِرَجُلٍ سِتْرٌ وَهِيَ لِرَجُلٍ أَجْرٌ فَأَمَّا الَّتِيْ هِيَ لَهُ وِزْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا رِيَاءً وَ فَخْرًا وَ نِوَاءً عَلٰى أَهْلِ الْإِسْلَامِ فَهِيَ لَهُ وِزْرٌ وَ أَمَّا الَّتِيْ هِيَ لَهُ سِتْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِيْ ظُهُوْرِهَا وَلَا رِقَابِهَا فَهِيَ لَهُ سِتْرٌ وَ أَمَّا الَّتِيْ هِيَ لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فِيْ مَرْجٍ وَّ رَوْضَةٍ فَمَا أَكَلَتْ مِنْ ذٰلِكَ الْمَرْجِ أَوِ الرَّوْضَةِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا كُتِبَ لَهُ عَدَدَ مَا أَكَلَتْ حَسَنَاتٌ وَّ كُتِبَ لَهُ عَدَدَ أَرْوَاثِهَا وَ أَبْوَالِهَا حَسَنَاتٌ وَلَا يَقْطَعُ طِوَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ عَدَدَ آثَارِهَا وَ أَرْوَاثِهَا حَسَنَاتٍ وَلَا مَرَّ بِهَا صَاحِبُهَا عَلٰى نَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَا يُرِيْدُ أَنْ يَسْقِيَهَا إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ عَدَدَ مَا شَرِبَتْ حَسَنَاتٍ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْحُمُرُ قَالَ مَا أُنْزِلَ عَلَيَّ فِي الْحُمُرِ شَيْءٌ إِلَّا هٰذِهِ الْآيَةُ الْفَاذَّةُ الْجَامِعَةُ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهُ وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ:۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص سونے یا چاندی کا مالک ہو اور وہ اس کے حق کو نہ ادا کرے (یعنی زکوٰۃ نہ دے) تو قیامت کے دن اس کے لئے اس سونے چاندی کی تختیاں بنائی جائیں گی۔ جن کو آگ میں تپایا جائیگا اور ان تختیوں سے اس کے پہلوؤں اور پیشانی اور پشت پر داغ دیا جائیگا اور جب وہ ٹھنڈی ہو جائیں گی۔ تو پھر دوزخ کی آگ میں گرم کیا اور تپایا جائے گا۔ اور پھر داغ دیا جائے گا اور ہمیشہ اسی طرح ہوتا رہے گا اور یہ دن جس دن ایسا کیا جائیگا۔ اتنا بڑا ہو گا۔ جس کی مقدار دُنیا کے پچاس ہزار سالوں کے برابر ہو گی۔ یہاں تک کہ بندوں کا حساب و کتاب ختم ہو جائیگا اور جنّت میں جانے والوں کو جنّت میں اور دوزخیوں کو دوزخ میں بھیج دیا جائیگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو سُن کر آپ سے پوچھا گیا۔ کہ یا رسول اللہ (یہ حکم زر نقد کا ہے) اونٹوں کا کیا حکم ہے۔ آپؐ نے فرمایا اونٹوں والا بھی اگر اونٹوں کا حق (زکوٰۃ) نہیں ادا کرے گا۔ اور اونٹوں کا ایک حق یہ بھی ہے کہ جس روز ان کو پانی پلایا جائے۔ ان کا دودھ دوہا جائے۔ (اور مسکینوں کو پلایا جائے)، تو قیامت کے دن اونٹوں کے مالک کو مونہہ کے بل اوندھا اونٹوں کے سامنے ایک ہموار میدان میں ڈالا جائے گا۔ اور اس کے سارے اونٹ معہ بچّوں کے وہاں موجود ہوں گے۔ یعنی تعداد میں پورے ہونگے اور اونٹوں کا مالک ان میں سے ایک کو بھی کم نہ پائے گا۔ یہاں تک کہ ایک بچّہ بھی کم نہ ہو گا۔ اور یہ اونٹ اور بچّے جو خوب موٹے ہوں گے اپنے پاؤں سے اپنے مالک کو روندیں اور کچلیں گے۔ اور اپنے دانتوں سے کاٹیں گے اور جب ان اونٹوں کی ایک قطار روند کر کچل کر اور کاٹ کر چلی جائے گی تو دوسری قطار آئے گی۔ اور روندے اور کچلے اور کاٹے گی۔ اور ہمیشہ اسی طرح ہوتا رہے گا اور جس دن یہ ہو گا۔ اس دن کی مقدار پچاس ہزار برس کی ہو گی۔ یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا اور وہ جنّت اور دوزخ کی جانب اپنی اپنی راہ اختیار کر لیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا یہ بیان سُن کر پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ گایوں اور بکریوں کے مالک کا کیا حال ہو گا۔ آپؐ نے فرمایا۔ گایوں اور بکریوں کے مالک کو جو ان کا حق (زکوٰۃ) ادا نہ کرے۔ قیامت کے دن ایک ہموار میدان میں منہ کے بل ڈالا جائے گا۔ اور اس کی گایوں اور بکریوں میں کچھ بھی کم نہ ہو گا۔ ان کے سینگ مُڑے نہ ہوں گے، نہ ٹوٹے ہونگے اور نہ وہ منڈی یعنی بلا سینگ کی ہوں گی۔ یعنی سب کے سروں پر سینگ ہوں گے اور سالم ہونگی۔ یہ گائیں اور بکریاں اپنے سینگوں سے اپنے مالک کو ماریں گی۔ اپنے کھروں سے کچلیں اور روندیں گی اور جب ایک قطار اپنا کام کر کے چلی جائے گی۔ تو دوسری قطار آ کر اپنا کام کرے گی اور یہ برابر ہوتا رہے گا اور جس دن یہ ہو گا۔ اس کی مقدار پچاس ہزار برس کی ہو گی۔ یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا اور وہ اپنے اپنے راستوں کو جنّت اور دوزخ کی طرف اختیار کر لیں گے۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اس بیان کو سُن کر پوچھا گیا۔ یا رسول اللہؐ! گھوڑوں کا کیا حکم ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ گھوڑے تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو آدمی کے لئے گناہ کا سبب ہوتے ہیں اور ایک آدمی کے لئے پردہ ہوتے ہیں۔ اور ایک آدمی کے لئے ثواب کا سبب ہوتے ہیں۔ پس وہ گھوڑے جو گناہ کا سبب ہوتے ہیں۔ اس شخص کے گھوڑے ہیں۔ جن کو اس نے اظہار فخر و غرور اور ریاء کے لئے باندھا یا مسلمانوں سے دشمنی کے لئے۔ اور وہ

گھوڑے جو آدمی کے لئے پردہ ہیں۔ اس شخص کے گھوڑے ہیں۔ جن کو اس نے خدا کی راہ میں کام لینے کے لئے باندھا ہے اور اُن کی پشت اور گردنوں میں وہ خدا کے حق کو فراموش نہیں کرتا۔ یہ گھوڑے اس شخص کے لئے پردہ ہوں گے اور وہ گھوڑے جو ثواب کا سبب ہوتے ہیں۔ اس شخص کے گھوڑے ہیں۔ جن کو اس نے مسلمانوں کے لئے خدا کی راہ میں لڑنے کے لئے باندھا اور چراگاہوں اور سبزہ میں رکھا جس قدر وہ گھوڑے کھاتے ہیں اُس کے حساب میں سبزہ کی مقدار کے موافق نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور ان کی لید اور پیشاب بھی نیکیوں میں شمار ہوتا ہے۔ اور جو گھوڑا رسّی توڑ کر ایک یا دو میدانوں میں دوڑتا ہے خدا تعالےٰ اس کے قدموں کے نشانات اور لید کو بھی نیکیوں میں لکھتا ہے۔ اور ان کا مالک جب ان کو نہر پر لے جاتا ہے اور وہ نہر سے پانی پیتے ہیں۔ اگرچہ مالک کا ارادہ ان کو پانی پلانے کا نہ ہو۔ تو پانی کی مقدار کے موافق اس کے حساب میں نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ یہ بیان سُن کر صحابہؓ نے پوچھا۔ یا رسول اللہؐ گدھوں کا کیا حکم ہے۔ آپؐ نے فرمایا مجھ پر گدھوں کا حکم نازل نہیں کیا گیا۔ مگر صرف یہ ایک جامع آیت فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ وَ مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ

یعنی جو شخص ایک ذرّہ کے برابر نیکی کریگا۔ اس کو دیکھے گا۔ اور جو شخص کرے گا ایک ذرہ بھر بُرائی اس کو بھی دیکھے گا۔

(رواہ مسلم)

مجلسِ ذکر منعقدہ جمعرات ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق ۶ اکتوبر ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

اصلاح حال کی ضرورت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْد

عرض یہ ہے کہ چار پانچ جمعرات سے امراض روحانی کی طرف توجّہ دِلا رہا ہوں۔ وہ امراض مہلکہ ہیں۔ اس دُنیا کی امراض مہلک نہیں ہیں۔ دنیا میں بڑی سے بڑی مرض دق ہے۔ جس کا علاج نہیں ہے۔ لیکن دِق کا مریض اگر روحانی امراض سے شفایافتہ ہے تو مرنے کے بعد اس کی قبر بہشت کا باغ بن جائے گی۔ اگر آپ اعمال صالح کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے کہ کِن کِن اعمال میں ریاء ہے یہ سکھایا نہیں جاتا۔ سکولوں کالجوں کا تو موضوع ہی نہیں ہے۔ کیونکہ وہاں دین پڑھایا ہی نہیں جاتا۔ البتّہ دینی درسگاہوں میں دین سکھایا جاتا ہے۔ لیکن وہ درسگاہیں بھی اصلاح حال سے خالی ہیں وہاں اصلاح قال تو ہو جاتی ہے۔ مگر اصلاح حال نہیں ہوتی۔ کیا احادیث پڑھنے اور ان کا ترجمہ سمجھ لینے سے ریاء، حسد، کبر عجب وغیرہ بیماریاں طالب علموں سے نکل جاتی ہیں؟ انگریز نے تو سکول اور کالج اپنی حکومت کی مشینری کے کل پُرزے ڈھالنے کے لئے بنائے تھے کہ اگر ایک مجسٹریٹ ریٹائر ہو تو دس اُمیدوار موجود ہوں۔ اگر ایک تھانیدار یا تحصیلدار ریٹائر ہو تو بیس اور موجود ہوں۔ وہ تمہیں دُنیا حاصل کرنا سکھاتا تھا۔ تم نے غلطی کی اگر سمجھا کہ وہ تمہیں دین سکھاتا ہے۔ بعض اعمال صالحہ میں کسی کو ریاء کسی کو حسد کسی کو عجب کی وجہ سے اللہ تعالےٰ قبول نہیں فرماتا اور سب کو فنا کر دیتا ہے کہ یہ بھی غلط یہ بھی غلط۔ وہاں تو اعمال صالحہ میں اخلاص دیکھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پہلے دل پر نظر ڈالتا ہے اور پھر اعمال پر۔

ایک حدیث شریف میں آیا ہے:۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَ اَمْوَالِکُمْ وَ لٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَ اَعْمَالِکُمْ۔

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے!

کسی شاعر نے کہا ہے ؎

قال را بگذار بنگر بسوئے حال
بر اشہد تو خندہ زند اسہد بلالؓ

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسہد پڑھنے میں جو حال تھا وہ تم نہیں جانتے۔ تیرے خیال میں حضرت بلالؓ غلط کہتا ہے۔ مگر تیرے اشہد پر بلالؓ کے اسہد کی قیمت خدا تعالےٰ کے ہاں زیادہ ہے۔ مکہ معظمہ میں جو گرمی پڑتی ہے، خدا کی پناہ۔ اس کے اسہد میں اتنا اخلاص تھا کہ آپ کے اشہد میں نہیں ہے۔

یہ سکھا رہا ہوں کہ اپنے اعمال کا محاسبہ کیا کرو۔ کسی میں کبر ہے، کسی میں بغض کسی میں ریاء کسی میں حسد اور کسی میں عجب ہے۔ مجھے اب تک بالکل یقین نہیں ہے کہ آپ کی اصلاح ہو چکی ہے۔ ان امراض کی وجہ سے سب اعمال صالحہ ردّی۔ تمہارے اعمال میں اگر ریاء ہے تو ناپسند۔ اگر حسد ہے تو ناپسند۔

سانپ کا ڈسا اتنا خطرناک نہیں ہے جتنا روحانی امراض کا مریض۔ سانپ کا ڈسا اگر نیک ہے۔ تو جہنم میں نہیں جائیگا

پاکستان کو ناچ گھر بنا کر خدا کے غضب کو نہ للکارو

یہ خطرناک بیماریاں ہیں - اس لئے کہہ رہا ہوں کہ صوفیاء کرام کی صحبت میں حال ٹھیک ہوتا ہے - میں نے خود علماءؒ سے پڑھا ہے :-

اِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ -

ترجمہ :- بے شک حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو - تو کیا حدیث شریف پڑھنے اور ترجمہ سمجھنے سے حسد نکل جاتا ہے ؟ ریا نکل جاتا ہے ؟ نہیں نہیں نکلتا - اس واسطے علیحدہ سیکھنا پڑتا ہے جب تک کسی کامل کی صحبت میں نہ بیٹھیں للہیت نہیں آتی - یہ ساری وادیاں میری دیکھی ہوئی ہیں -

خدا تعالےٰ کے ہاں اصلاح حال کی ضرورت ہے - اگر ایک جاہل کو کسی اللہ والے کی صحبت حاصل ہو جائے تو جنّت میں اور وہ عالم جس کو صحبت نصیب نہیں اور امراض روحانی سے صفائی نہیں ہو سکی تو خطرہ ہے کہ وہ ریاء کبر عجب وغیرہ بیماریوں کی وجہ سے جہنم میں جائے گا -

ایک شخص نے حضرت امروٹی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کی کہ حضرت یہ دارالحفاظ کے بچے کچی کھجوریں کھاتے ہیں - حضرتؒ کا مزاج جلالی تھا - انہوں نے فرمایا - اللہ ورایا ان بدمعاشوں کو پکڑ لا کہ ان کو سزا دوں - اللہ ورایا حضرتؒ کا خادم تھا بولا حضرتؒ سب سے بڑا بدمعاش تو میں ہوں - اُس نے فوراً حضرتؒ کی طبیعت کا رُخ پھیر دیا اور حضرت کا غصّہ بدل گیا - آگے حضرتؒ نہیں بولے یہ کیا چیز تھی - کامل کی صحبت کا اثر تھا کہ اپنے آپ کو امراض روحانی سے پاک کر لیا -

بظاہر آپ کے کام اچھے ہیں - اللہ تعالیٰ حال کو دیکھیں گے کہ کہیں ریاء تو نہیں آ گیا - کبر تو نہیں آ گیا - اس واسطے میں زیادہ زور دے رہا ہوں کہ ہر وقت ہر لمحہ خیال رکھا کیجئے - پتہ ہی نہ لگنے پائے گا کہ ریاء آ جائے گا - حسد آ جائے گا رسول اللہ صلیّ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :-

عَنْ مَحْمُوْدِ ابْنِ لَبِيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَخْوَفَ مَآ اَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ قَالَ الرِّيَاءُ رواہ احمد

ترجمہ :- حضرت محمود بن لبیدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلیّ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس چیز سے میں تمہارے لئے بہت ڈرتا ہوں وہ شرک اصغر (چھوٹا شرک) ہے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ! شرک اصغر کیا ہے - تو فرمایا ریاء - یعنی دکھلاوا - کوئی نیکی کا کام کرنا اور لوگوں سے واہ واہ اور شاباش کی طمع رکھنا -

جب تک انسان تربیت یافتہ نہ ہو گا - پتہ بھی نہ لگنے پائے گا - تربیت پانے کے بعد ان امراضِ روحانی سے بچنے کا خیال پیدا ہوتا ہے -

ہر روز نہیں ہر دم ہر وقت ہر لمحہ خیال رکھیں - شیطان دشمن آپ کے ہر کام میں ایسی چیز لائے گا اور آپ کے نیک اعمال کو تباہ کرنا چاہیگا کہیں ریاء لائے گا ، کہیں کبر لائیگا - کہیں حسد لائے گا - اپنے اعمال کو خالص کرنے کی کوشش کیا کیجئے - نماز میں شیطان خیال ضرور لاتا ہے اگر تربیت یافتہ ہو گا - تو اس کے وار کو روکے گا - ورنہ شیطان آگ لگا دے گا اور یہ بچ نہ سکے گا -

جنہوں نے اپنی اولاد کو دین نہیں سکھایا - قیامت کے دن بے دین اولاد کہے گی :-

رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ۝ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ۝ (سورۃ الاحزاب پ ۲۲ آیت ۶۷ - ۶۸)

ترجمہ :- اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا - سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا - اے ہمارے رب انہیں دو گنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر -

بڑوں سے مراد ابا اور اماں ہی ہیں - جنہوں نے پرائمری سے لے کر ایم اے تک تو پڑھایا اور فقط روٹی کمانا سکھایا نہ کسی اللہ والے کی صحبت میں لاکر بٹھایا اور نہ تیرا دین سکھایا -

ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی رضا کو مدِ نظر رکھیں - اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ان امراض روحانی سے شفا عطا فرمائے -

طالب علمی کے زمانہ میں ہم سردی کے موسم میں عشاء کی نماز کے بعد ... صحاح ستہ کا دورہ استاد کے سامنے پڑھتے تھے اور صبح ہو جاتی تھی - اس طرح عبور عن العلم تو ہو جاتا ہے - مگر اصلاح باطن کی توجہ اور طرح دینی پڑتی ہے - صرف عبارت اور ترجمہ پڑھ لینے سے قال تو آ جاتا ہے - لیکن حال نہیں بنتا -

حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کے فقراء میں ایک بوڑھا آدمی رہتا تھا - کھدر کے کپڑے ، کیکر کے چھلکوں میں رنگ لیتا تھا اور حضرتؒ کی صحبت میں رہتا تھا - حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں لنگر میں رات کو ہمیشہ چاولوں کا پھیکا بھات ملتا تھا (بغیر نمک) اور صبح کو چنے بھی بغیر نمک گھونگھنیاں دیتے تھے -

ایک دن میں نے وضو کیا - اس نے بھی وضو کیا اور کہنے لگا - اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کو بڑا ہی دل کرتا ہے - مجھ سے پوچھتا ہے کہ قیامت کے دن کیا اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے - خدا تعالےٰ کی بڑی نعمتیں کھائی ہیں اور اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کو بڑا ہی جی چاہتا ہے - چاولوں کا بھات پھیکا ہے - نظر کامل کی ہے اور صحبت اللہ والوں کی ہے - میں نے کہا جی ہاں - انشاء اللہ ضرور دیکھیں گے -

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو روحانی امراض سے شفایاب ہونیکی توفیق عطا فرمائے آمین یا الٰہ العالمین - امراض روحانی کا علاج ہر وقت مدّ نظر رکھو - اکثر شیطان دل میں ریاء لاتا ہے - عجب ، کبر ، بخل فضول خرچی وغیرہ سے بچو -

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ نَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ نَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ -

جس مجلس میں اچھی باتیں کی جائیں اُن پر یہ دعا مہر ہو جاتی ہے اور اگر اس مجلس میں نامناسب باتیں ہو گئیں ہوں تو یہ دعا اُن کا کفارہ ہوتی ہے

جناب حاجی کمال الدین صاحب لاہور

معاصی کی کثرت کے ساتھ نعمتوں کا ہونا

بہت ہی خطرناک بات ہے

آپ نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہو گا جو نہ تو نماز پڑھتے ہیں نہ روزہ رکھتے ہیں نہ ہی حج کو جاتے ہیں اور نہ ہی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ دن رات میں کسی وقت ان کے ہاں خدا کا نام نہیں۔ پورے طور پر خدا تعالیٰ کے نافرمان ہیں۔ مگر پھر بھی اللہ تعالےٰ نے ان کو دولت دی ہوئی ہے۔ کوٹھیوں میں رہتے ہیں۔ کاروں میں پھرتے ہیں اور ہر قسم کی راحت کے دروازے ان کے لئے کھلے ہیں یہ کیا بات ہے کہ خدا کے نافرمان اور دنیا کی وسعت؟ بس آج کی صحبت میں ہم آپ کو یہی بات سمجھانا چاہتے ہیں۔

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جب تو یہ دیکھے کہ حق تعالیٰ شانہٗ کسی گناہگار پر اس کے گناہوں کے باوجود دنیا کی وسعت فرما رہا ہے تو یہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ڈھیل ہے پھر حضورؐ نے یہ آیت فلما نسوا سے مبلسون تک تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ پس جب وہ لوگ ان چیزوں کو بھولے رہے۔ جن کی ان کو نصیحت کی جاتی تھی تو ہم نے ان پر راحت کے ہر قسم کے دروازے کھول دیئے یہاں تک کہ جب وہ ان چیزوں پر جو ان کو ملی تھیں۔ اترانے لگے۔ تو ہم نے ان کو دفعتہً پکڑ لیا۔ پھر وہ حیرت میں رہ گئے (مشکوٰۃ) عن عقبہ بن عامرؓ۔

یہ مبارک آیت سورۂ انعام کے پانچویں رکوع کی ہے۔ اوپر سے حق تعالےٰ شانہٗ نے جو معاملہ پہلی امتوں کے ساتھ فرمایا ہے اس کا اجمالی بیان ہے۔ جس کا مختصر ترجمہ یہ ہے۔ کہ ہم نے اور امتوں کی طرف بھی جو کہ آپ سے پہلے زمانہ میں تھیں۔ پیغمبر بھیجے تھے۔ مگر انہوں نے ان پیغمبروں کو نہ مانا۔ سو ہم نے ان کو تنگدستی اور بیماری وغیرہ مصائب میں مبتلا کیا اور ان سختیوں کے ساتھ پکڑا تاکہ وہ لوگ ڈھیلے پڑ جائیں کہ آفتیں آنے پر اللہ تعالیٰ شانہٗ کو یاد کیا جاتا ہے۔ مگر وہ اس پر بھی اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے پس جب ان کو ہماری طرف سے سزا پہنچی تھی تو انہوں نے عاجزی کیوں نہ کی تاکہ ان کی آہ وزاری اور عاجزی اور توبہ سے ان کا قصور معاف کر دیا جاتا لیکن ان کے دل تو ویسے ہی سخت رہے اور شیطان ان کے اعمال بد کو جن میں وہ مبتلا تھے۔ اور ان کی حرکتوں کو ان کی نگاہ میں آراستہ کر کے دکھاتا رہا پس جب وہ لوگ ان چیزوں کو بھولے رہے جن کی ان کو پیغمبروں کی طرف سے نصیحت کی جاتی تھی تو ہم نے ان پر راحت و آرام اور عیش و عشرت کی ہر چیز کے دروازے کھول دیئے جس سے وہ عیش پرستی میں خوب مست ہو گئے یہاں تک کہ جب وہ ان چیزوں کے ساتھ جو ان کو دی گئی تھیں خوب اتراتے اور اکڑنے لگے تو ہم نے ان کو دفعتہً پکڑ لیا اور ایسا فوری عذاب ایک دم ان پر مسلط کر دیا کہ ان کو اس کا وہم و گمان بھی نہ تھا پھر تو وہ حیرت میں رہ گئے کہ یہ کیا ہو گیا۔ یہ مصیبت کہاں سے نازل ہو گئی پھر تو ہمارے فوری عذاب سے ظالموں کی بالکل جڑ کٹ گئی اور اللہ کا شکر ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے کہ ایسے ظالموں کی جڑ کٹ گئی۔

حضورؐ نے اس آیت شریفہ کی تلاوت سے حق تعالیٰ شانہ کی عادت شریفہ کی طرف اشارہ کر کے تنبیہ فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں اور گناہوں کے باوجود عیش و عشرت اور راحت کے اسباب کا ہونا بسا اوقات حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے ڈھیل ہوتی ہے جس کا قرآنِ پاک کی اس آیت میں ذکر ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات میں اس پر تنبیہ فرمائی ہے یہ بڑی خطرے کی چیز ہے۔ اس لئے کہ اس میں اکثر فوری عذاب آدمی پر ایسا مسلط ہو جاتا ہے کہ وہ حیران کھڑا رہ جاتا ہے اور کوئی راستہ اس کو اس آفت سے بچنے کا نہیں ملتا۔ اس لئے اس سے بہت زیادہ ڈرتے رہنا چاہیئے۔

حضرت عبادہؓ حضورؐ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جب حق تعالیٰ شانہٗ کسی قوم کو بڑھانا چاہتے ہیں تو ان میں میانہ روی اور عفت پیدا فرماتے ہیں اور جب کسی قوم کو ختم کرنا مقصود ہوتا ہے تو اس میں خیانت کا دروازہ کھل جاتا ہے پھر جب وہ اپنی اس حرکت پر خوش ہونے لگتے ہیں تو ایک دم ان پر عذاب مسلط ہو جاتا ہے۔

حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ جس پر وسعت کی جائے اور وہ یہ نہ سمجھے کہ یہ میری ہلاکت کا پیش خیمہ ہے وہ سمجھ دار نہیں ہے۔ اور جس پر تنگی ہو اور وہ یہ نہ سمجھے کہ یہ میرے لئے حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف رجوع کرنے کے لئے مہلت ہے وہ سمجھدار نہیں (درمنثور)

ایک حدیث میں ہے کہ خود حضورؐ نے بھی یہ دعا کی۔ یا اللہ جو مجھ پر ایمان لائے اور ان احکامات کو سچا جانے جو میں لایا ہوں تو اس کو مال کم عطا کر۔ اولاد کم عطا کر اور اپنی ملاقات کا شوق اس کو زیادہ دے اور جو مجھ پر ایمان نہ لائے اور ان احکامات کو سچا نہ جانے اس کو مال بھی زیادہ دے اولاد بھی زیادہ دے۔ اور اس کی عمر بھی زیادہ کر۔ (کنز)

بہر حال گناہوں کی کثرت کے ساتھ نعمتوں کا ہونا بہت زیادہ خطرناک ہے اور ایسے وقت میں بہت زیادہ توبہ استغفار اور حق تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہے اسی وجہ سے حضورؐ کا وہ ارشاد کہ کسی فاجر کے پاس کوئی نعمت دیکھ کر رشک نہ کرو۔ تمہیں خبر نہیں کہ وہ مرنے کے بعد کس مصیبت میں گرفتار ہونے والا ہے۔ چند روزہ زندگی میں اسے مزے اڑا لینے دو۔ آخر اس کو میرے پاس ہی آنا ہے ایک ایک نعمت کے بارے میں پوچھا جائیگا۔

راگ ورنگ کے طاؤس نواز سربراہوں کو

انتباہ

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِیْ
لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّ يَتَّخِذَهَا
هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ
مُّهِيْنٌ ○ وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ
اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ
يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِیْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ
فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ○

(پ ۲۱ سورۃ لقمان آیات ۶، ۷)

ترجمہ:- اور بعض ایسے آدمی بھی ہیں جو کھیل کی باتوں کے خریدار ہیں۔ تا کہ بن سمجھے اللہ کی راہ سے بہکائیں اور اس کی ہنسی اڑائیں۔ ایسے لوگوں کے لئے ذلّت کا عذاب ہے۔ اور جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں۔ تو تکبّر کرتا ہوا منہ موڑ لیتا ہے۔ جیسے اس نے سُنا ہی نہیں۔ گویا اس کے دونوں کان بہرے ہیں۔ سو اسے درد ناک عذاب کی خوشخبری دے دیجئے۔

اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ
كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ○

(پ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت ۳۶)

ترجمہ:- بیشک کان، آنکھ اور دل سب کے بارے میں باز پرس ہو گی ——! (خاموش مبلغ)

عکسی قرآن مجید

ترجمہ:- از شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحبؒ اور حاشیہ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح۔

ضخامت:- ۷۹۴ صفحات

سائز:- ۲۲×۳۲/۸

کتابت۔ طباعت اور کاغذ عمدہ

ھدیہ مجلد:- سولہ روپے آٹھ آنے

ناشرین:- مکتبۂ نورانی۔ اچھرہ۔ لاہور

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اس کی اشاعت کی اوّلین ذمّہ داری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم پر عائد کی گئی تھی۔ اب آپؐ کی امّت میں جو افراد یا جماعت اس کی اشاعت میں جتنا حصّہ لے گی اتنی ہی اللہ تعالیٰ کی رضاء اور آپؐ کی دعائیں اس کے شامل حال ہوں گی۔

قرآن مجید کی اشاعت کے کئی طریقے ہیں۔ ان میں سے ایک طریقہ طباعت کا بھی ہے۔ جو مکتبۂ نورانی نے اختیار کیا ہے۔

اُردو زبان میں قرآن مجید کے متعدد تراجم اور تفاسیر شائع ہو چکی ہیں لیکن ان سب میں زیرِ نظر ترجمہ اور تفسیر عامۃ المسلمین کے لئے زیادہ مفید ہے اس لئے کہ عوام نہ مفصّل تفاسیر خرید سکتے ہیں اور نہ ان کو پڑھ سکتے ہیں۔ ان کی سہولت کے لئے حاشیہ پر تمام تفاسیر کا خلاصہ دے دیا گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ ناشرین کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور مسلمانوں کو اس سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العٰلمین۔

فون نمبر:- ۶۷۵۴۵　　ہفت روزہ **خدّام الدّین** لاہور

کی توسیع اشاعت کے لئے ہر شہر و ہر قصبہ میں مخلص ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔ کمیشن ۲۵ فیصدی۔

ایک ماہ کے مطلوبہ پرچوں کی قیمت پیشگی آنی ضروری ہے۔

موجودہ ایجنٹ حضرات اپنے سابقہ واجبات کی فوراً ادائیگی کریں۔

تمام خط و کتابت اور ترسیل زر بنام مینجر ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۸ ہونی چاہیئے۔

ادارہ کے کسی کارکن کا نام نہ لکھا جائے۔ (مدیر)

مجلس شوریٰ دار العلوم حقانیہ کا

سالانہ اجلاس و سالانہ میزانیہ کی منظوری

اکوڑہ خٹک ۲ر اکتوبر۔ افتخار ناظم نشر و اشاعت اطلاع دیتے ہیں کہ آج یہاں بروز اتوار دار الحدیث ہال میں دار العلوم حقانیہ کے مجلس شوریٰ کا سالانہ اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا عبد الحنان صاحب ہزاروی خطیب راولپنڈی منعقد ہوا۔ جسمیں ملک کے دُور دراز سے اراکین شوریٰ نے بہت بھاری تعداد میں شمولیت کی۔ اجلاس ٹھیک ۸ بجے مولانا قاری محمد امین صاحب کی تلاوت کلام پاک سے شروع ہوا حضرت شیخ الحدیث مولانا عبد الحق صاحب مہتمم دار العلوم حقانیہ نے دار العلوم کے سال گذشتہ کی کارگذاری اور سالانہ آمد وخرچ کی تفصیلات پر مشتمل مفصّل رپورٹ پڑھ کر سُنائی۔ جسمیں دار العلوم کے تمام شعبوں کا تعارف کراتے ہوئے آپنے فرمایا کہ سال ۷۹ھ میں دار العلوم کے مصارف تریاسی ہزار تین سو اسی روپیہ اور آمدنی اٹھانوے ہزار سات سو چھیانوے روپے رہی۔ اسیطرح خداوند کریم کے فضل و کرم سے دار العلوم کے تمام شعبوں نے خاطر خواہ ترقی کی۔ سال رواں کیلئے مصارف کا تخمینہ پیش کرتے ہوئے آپنے ترانوے ہزار چونتیس روپے کا میزانیہ پیش کیا میزانیہ میں ۲۸۵۴ روپیہ کی اگرچہ کمی تھی مگر خداوند کریم کے فضل و کرم پر بھروسہ کرتے ہوئے بالاتفاق پاس کیا گیا۔ طلبہ کے بورڈنگ ہاؤس اور عملہ کے کوارٹروں کی تعمیر کا کام جلد از جلد شروع کرنے اور دیگر متعدّد ترقیاتی سکیموں کی منظوری دی گئی۔ آئین دار العلوم کو اراکین کے تفصیلی مطالعہ کے لئے پیش کرنے اور اس کے بعد منظوری دینے کا فیصلہ ہوا۔

ناظم دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

جناب محمد شفیع عمرالدین صاحب (سانگھڑ)

اللہ تعالیٰ کی رضامندی

(۲)

مرغوب چیزیں

اللہ تعالیٰ انسان کی مرغوب چیزوں کے بارے میں فرماتا ہے :-

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ط ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ج وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝ (آل عمران آیت ۱۴ ع ۲)

ترجمہ : لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبّت نے فریفتہ کیا ہُوا ہے جیسے عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے جمع کئے ہوئے خزانے اور نشان کئے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی - یہ دنیا کی زندگی کا فائدہ ہے اور اللہ ہی کے پاس اچھا ٹھکانا ہے -

حاصل کلام انسان فانی دنیا کی لذائذ کا بڑا دلدادہ ہے - اسے

(۱) عورتوں (بیویوں)
(۲) اولاد
(۳) مال و دولت
(۴) گھوڑوں
(۵) مویشیوں (اونٹ - گائے - بھیڑ بکری وغیرہ)
(۶) کھیتی جس سے زراعت اور باغات کا کام نکل سکے ،

کے ساتھ بڑی محبت ہے -

مگر

اسے اس حقیقت کو فراموش ہرگز نہ کرنا چاہیئے - کہ ان سب سے بہتر آخرت، کا ٹھکانا ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کا مقام ہے -

قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ط لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ م بِالْعِبَادِ ۝ (آل عمران آیت ۱۵)

ترجمہ :- کہدے کیا میں تمہیں اس سے بہتر بتاؤں - پرہیزگاروں کے لئے اپنے رب کے ہاں باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں - ان میں ہمیشہ رہیں گے اور پاک عورتیں ہیں اور اللہ کی رضامندی ہے - اور اللہ بندوں کو دیکھنے والا ہے -

حاصل کلام

اللہ کی رضامندی پرہیزگاروں کے لئے ہے - ان کے لئے بہشت اور انواع واقسام کی نعمتیں ہیں جو نہ آنکھوں نے دیکھی ہیں نہ اُن کی پوری حقیقت سے کان آشنا ہیں اور نہ اُن کا ادراک قلب نے کیا ہے -

اس بلند مقام پر پہنچنے والا وہ پرہیزگار ہے - جو خود بھی نماز کا پابند ہو اور اپنے خویش و اقارب کو بھی نماز کا پابند بنائے -

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ط لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا ط نَحْنُ نَرْزُقُكَ ط وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ۝ (طٰہٰ آیت ۱۳۲ - ع ۸)

ترجمہ :- اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کر اور خود بھی اس پر قائم رہ - ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے ہم تجھے روزی دیتے ہیں اور پرہیزگاری کا انجام اچھا ہے -

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام مولینا عثمانیؒ

"یعنی اپنے متعلقین اور اتباع کو بھی نماز کی تاکید فرماتے رہیئے - حدیث میں آپؐ نے فرمایا کہ بچّہ جب سات برس کا ہو جائے تو (عادت ڈالنے کے لئے) نماز پڑھواؤ جب دس برس کا ہو جائے تو مار کر پڑھاؤ -

دنیا میں مالک غلاموں سے روزی کمواتے ہیں - وہ مالک بندگی چاہتا ہے اور غلاموں کو روزی آپ دیتا ہے - (کذا فی الموضح) غرض ہماری نماز سے اُس کا کچھ فائدہ نہیں - البتہ ہمارا فائدہ ہے - کہ نماز کی برکت سے بے غائلہ روزی ملتی ہے - !

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (طلاق رکوع ۱)

اسی لئے اگر فرض نماز اور کسب معاش میں تعارض ہو تو اللہ تعالیٰ اجازت نہیں دیتا - کہ کسب معاش کے مقابلہ میں نماز ترک کر دو - نماز بہر حال ادا کرنی چاہیئے - روزی پہنچانے والا وہی خدا ہے - جس کی نماز پڑھتے ہیں (اسی نے ہم کو زندگی جیسی نعمت بخشی اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے) -

الحاصل کسب معاش کے اُن ذرائع کا خدا تعالیٰ نے حکم نہیں دیا جو ادائے فرائض عبودیت میں مخل و مزاحم ہوں - انسان کو چاہیئے - کہ پرہیزگاری اختیار کرے - انجام کار دیکھ لیگا کہ خدا کس کی مدد کرتا ہے -"

قرآن مجید ہی پرہیزگاروں کا دستور العمل ہے - !

(۱) وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّ مَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ (النور آیت ۳۴ - ع ۴)

ترجمہ :- اور البتہ ہم نے تمہارے پاس روشن آیتیں بھیج دی ہیں اور جن میں تم سے پہلوں کے حالات ہیں - اور جو پرہیزگاروں کے لئے نصیحت ہیں -

(۲) وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ (الحاقۃ - آیت ۴۸)

ترجمہ :- بے شک وہ تو پرہیزگاروں کے لئے نصیحت ہے -

عزّت کا معیار بھی پرہیزگاری ہی ہے -

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝ (الحجرات آیت ۱۳)

ترجمہ :- بے شک زیادہ عزت والا تم سے اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم سے زیادہ پرہیزگار ہے - بیشک اللہ سب کچھ جاننے والا خبردار ہے -

مہاجرین و انصار

اوّلین مہاجرین و انصار سے اللہ تعالیٰ راضی ہے - ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کیلئے ان حضرات کے نقش قدم پر چلنا چاہیئے :-

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ط ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ (التوبہ - آیت ۱۰۰ - ع ۱۳)

ترجمہ :- اور جو لوگ قدیم ہیں - پہلے ہجرت کرنے والوں اور مدد دینے والوں میں سے اور وہ لوگ جو نیکی میں اُن کی پیروی کرنے والے ہیں - اللہ اُن سے راضی

ہؤا اور وہ اس سے راضی ہوتے۔ ان کے لئے ایسے باغ تیار کئے ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔

حاصل کلام حضرات مہاجرین و انصار کی جو تابعداری کریگا اس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو گا۔

(وَاتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ) نیکی میں ان کی پیروی کرنیوالوں کے بارے میں حضرت ابن کثیرؒ فرماتے ہیں۔ "پس اُن کے لئے خرابی ہے۔ جو ان حضرات کے ساتھ بغض رکھے یا اُن میں سے کسی کے ساتھ بغض یا دشمنی رکھے یا بُرا کہے۔"

حدیث:۔ حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے صحابہؓ کو بُرا نہ کہو اس لئے اگر کوئی تم سے احد پہاڑ کے برابر سونا (خدا کی راہ میں) خرچ کرے تو صحابیؓ کے ایک مد یا آدھے مد کے ثواب کے برابر بھی ثواب نہ ہو گا۔ (مشکوٰۃ شریف)

حدیث:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ "میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں۔ ان میں سے تم جس کی اقتداء کروگے ہدایت پاؤ گے"۔ (مشکوٰۃ)

حدیث:۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (کہ) ایمان کی علامت انصار سے محبت رکھنا ہے اور نفاق کی علامت انصار سے بغض و دشمنی رکھنا ہے۔ (مشکوٰۃ)

مجاہد مہاجر

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ لا اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ط وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ط اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ (التوبہ آیت نمبر ۲۰ - ۲۲)

ترجمہ:۔ جو لوگ ایمان لائے۔ اور گھر چھوڑے اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے لڑے۔ اللہ کے ہاں اُن کے لئے بڑا درجہ ہے۔ اور وہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔ انہیں ان کا رب اپنی طرف سے مہربانی اور رضامندی اور باغوں کی خوشخبری دیتا ہے جن میں انہیں ہمیشہ آرام ہو گا۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ بے شک اللہ کے ہاں بڑا ثواب ہے۔

حاشیہ حضرت مولانا شیخ الاسلام عثمانیؒ

"یعنی اس کے یہاں ثواب اور درجات کی کیا کمی ہے۔ جس کو جتنا چاہے مرحمت فرمائے۔ پہلی آیت میں تین چیزوں کا ذکر تھا۔ (۱) ایمان (۲) جہاد (۳) ہجرت ان تین پر بشارت بھی تین چیزوں کی دی۔ (۱) رحمت (۲) رضوان (۳) خلود فی الجنۃ۔ ابوحیّان نے لکھا ہے کہ "رحمت" ایمان پر مرتب ہے۔ ایمان نہ ہو تو آخرت میں خدا کی رحمت و مہربانی سے کوئی حصہ نہیں مل سکتا۔ اور "رضوان" (جو بہت ہی اعلیٰ مقام ہے) جہاد فی سبیل اللہ کا صلہ ہے۔ مجاہد فی سبیل اللہ تمام جسمانی حظوظ و تعلقات ترک کر کے خدا کے راستہ میں جان و مال نثار کرتا اور خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے انتہائی قربانی پیش کرتا ہے۔ لہذا اس کا صلہ انتہائی ہونا چاہیئے۔ اور وہ حق تعالیٰ شانہٗ کی رضاء کا مقام ہے۔ باقی "ہجرت" وہ خدا کے لئے وطن مالوف اور گھر چھوڑنے کا نام ہے۔

اس لئے مہاجر کو خوشخبری دی گئی کہ تیرے وطن سے بہتر وطن اور تیرے گھر سے بہتر گھر تجھ کو ملے گا۔ جس میں ہمیشہ اعلیٰ درجہ کی آسائش و راحت سے رہنا ہو گا۔ جس سے ہجرت کرنے کی کبھی نوبت نہ آئے گی"۔

ہمیں اس سے سبق پذیر ہو کر ہر طرح کی مالی اور جانی قربانی کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

موحدین پر رضامندی

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ط لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ط رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ط ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ (المآئدہ آیت ۱۱۹ ع ۱۶)

ترجمہ:۔ اللہ فرمائے گا۔ یہ وہ دن ہے۔ جس میں سچوں کو ان کا سچ کام آئے گا۔ ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ ان سے اللہ راضی ہؤا اور وہ اس سے راضی ہوئے۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ "قیامت کے دن موحدین کو ان کی توحید فائدہ دے گی"۔ (ابن کثیرؒ)

منافق

يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ج فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝ (التوبہ آیت ۹۶ ع ۱۲)

ترجمہ:۔ وہ لوگ تمہارے سامنے قسمیں کھائیں گے۔ تاکہ تم اُن سے خوش ہو جاؤ۔ اگر تم ان سے خوش بھی ہو جاؤ۔ تو بھی اللہ نافرمانوں سے خوش نہیں ہوتا۔

یہ منافقوں کا حال ہے۔ جن کے بارے میں حضرت شیخ الاسلام مولانا عثمانیؒ فرماتے ہیں۔ "بڑی کوشش یہ ہے کہ مکر و فریب اور کذب و دروغ سے مسلمانوں کو خوش کرلیں۔ فرض کیجئے اگر چکنی چپڑی باتوں سے مخلوق راضی ہو جائے تو کیا نفع پہنچ سکتا ہے۔ جبکہ خدا ان سے راضی نہ ہو۔ خدا کے آگے تو کوئی چالاکی اور دغابازی نہیں چل سکتی۔ گویا متنبہ فرما دیا۔ کہ جس قوم سے خدا راضی نہ ہو، کوئی مومن قانت کیسے راضی ہو سکتا ہے۔ لہذا جھوٹی باتوں سے پیغمبرؐ اور اُن کے ساتھیوں کو خوش کر لینے کا خبط اپنے دماغوں سے نکال دینا چاہیئے۔ اگر اُن کے ساتھ تغافل و اعراض کا معاملہ کیا گیا ہے تو اس کی دلیل نہیں کہ مسلمان اُن سے خوش اور مطمئن ہیں۔

حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں۔ "جس شخص کا حال معلوم ہو کہ منافق ہے اُس کی طرف سے تغافل روا ہے لیکن دوستی اور محبت و یگانگت روا نہیں۔"

حاصل، منافقوں سے اللہ تعالیٰ راضی نہیں۔ وہ جھوٹے حیلے بہانوں سے اللہ کے بندوں کو اگر خوش بھی کرلیں تو اللہ تعالیٰ اُن سے خوش نہیں۔ لہذا اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کے طالب کو منافقانہ روش کے قریب بھی نہ جانا چاہیئے

جناب ابو محمد عبد الرحمٰن صاحب لودھیانوی (شیخوپورہ)

خُدا کی ہر مخلوق برابر نہیں ہے

یُعْرَفُ الْاَشْیَاءُ بِاَضْدَادِہَا ۔ اشیاء کی حقیقت اُن کی اضداد سے معلوم ہوتی ہے

اندھا اور سوانکھا برابر نہیں ہو سکتے

قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَ الْبَصِیْرُ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۝ (پ ۷ ع ۱۱)

ترجمہ:۔ تو کہہ دے ۔ کب برابر ہو سکتا ہے اندھا اور دیکھنے والا ۔ سو کیا تم غور نہیں کرتے ۔

تشریح :۔ اگرچہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نوعِ بشر سے علیحدہ کوئی نوع نہیں ۔ لیکن اس کے اور باقی انسانوں کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے ۔ انسانی قوتیں دو قسم کی ہیں ۔ علمی و عملی ۔ قوت علمیہ کے اعتبار سے نبی اور غیر نبی میں اعمٰی و بصیر (اندھے اور سوانکھے) کا فرق سمجھنا چاہیئے ۔ نبی کے دل کی آنکھیں ہر وقت مرضیاتِ الٰہی اور تجلیاتِ ربانی کے دیکھنے کے لئے کھلی رہتی ہیں ۔ جس کے بلا واسطہ مشاہدہ سے دوسرے انسان محروم ہیں ۔ اور قوت عملیہ کا یہ حال ہوتا ہے کہ پیغمبر اپنے قول و فعل اور ہر ایک حرکت و سکون میں رضائے الٰہی اور حکمِ خداوندی کے تابع و منقاد ہوتے ہیں ۔ وحیِ سماوی اور احکامِ الٰہی کے خلاف نہ کبھی اُن کا قدم اُٹھ سکتا ہے نہ زبان حرکت کر سکتی ہے ۔ اُن کی مقدس ہستی اخلاق و اعمال اور کل واقعاتِ زندگی میں تعلیماتِ ربانی اور مرضیاتِ الٰہی کی روشن تصویر ہوتی ہے ۔ جسے دیکھ کر غور و فکر کرنے والوں کو اُن کی صداقت اور مامور من اللہ ہونے میں ذرا بھی شبہ نہیں رہ سکتا ۔

نُور اور ظُلمت برابر نہیں ہو سکتے

قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ ۵ اَمْ هَلْ تَسْتَوِی الظُّلُمٰتُ وَ النُّوْرُ ۵ (پ ۱۳ ع ۸)

ترجمہ :۔ کہہ دو کیا اندھا اور دیکھنے والا برابر ہوتا ہے یا کہیں اندھیرا اور اُجالا برابر ہے ۔ کیا انہوں نے ٹھہرائے ہیں اللہ کے لئے شریک کہ انہوں نے کچھ پیدا کیا ہے جیسے اللہ نے پیدا کیا ۔ پھر پیدائش اُن کی نظر میں مشتبہ ہو گئی ۔ ہر چیز کا پیدا کرنے والا اللہ ہے اور وُہی اکیلا زبردست ہے ۔

یعنی مواحد اور مشرک میں ایسا فرق ہے جیسے بینا اور نابینا میں ۔ توحید و شرک کا مقابلہ ایسا سمجھو جیسے نُور کا ظلمت سے ۔ تو کیا اندھا مشرک جو شرک کی اندھیریوں میں پڑا ٹامک ٹوئیاں مار رہا ہو اُس مقام پر پہنچ سکتا ہے جہاں ایک موحّد کو پہنچنا ہے جو فہم و بصیرت اور ایمان و عرفان کی روشنی میں فطرتِ انسانی کے صاف راستہ پر چل رہا ہے ۔ ہرگز دونوں برابر نہیں ۔ اور وہ ایک نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتے ۔ جیسی مخلوقات خدا تعالیٰ نے پیدا کی ۔ کیا تمہارے دیوتاؤں نے ایسی کوئی چیز پیدا کی ہے ۔ جسے دیکھ کر اُن پر خدائی کا شبہ ہونے لگے ۔ وہ تو ایک مکھی کا پر اور ایک مچھر کی ٹانگ نہیں بنا سکتے ۔ بلکہ تمام چیزوں کی طرح خود بھی اُسی اکیلے زبردست خدا کی مخلوق ہیں ۔ پھر ایسی عاجز و مجبور چیزوں کو خدائی کے تخت پر بٹھا دینا کس قدر گستاخی اور شوخ چشمی ہے ۔

بہرا اور سُننے والا برابر نہیں ہو سکتا

مَثَلُ الْفَرِیْقَیْنِ كَالْاَعْمٰی وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِیْرِ وَالسَّمِیْعِ ط هَلْ یَسْتَوِیٰنِ مَثَلًا ط اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ پ ۱۲ ع ۲

ترجمہ :۔ مثال ان دو فرقوں کی جیسے ایک تو اندھا اور بہرا اور دوسرا دیکھتا اور سُنتا ، کیا برابر ہے دونوں کا حال ، پھر کیا تم غور نہیں کرتے ۔

یعنی منکرین تو اندھے بہرے ہیں ۔ پھر جسے نہ خود نظر آئے نہ دوسرے کی سُن سکے ، اُس کا آغاز و انجام کیسے اُن روشن ضمیر ایمانداروں کے برابر ہو سکتا ہے ۔ جو بصیرت کی آنکھوں سے حق و باطل اور بھلے بُرے میں تمیز کرتے اور لپنے ہادیوں کی باتیں بگوشِ ہوش سُنتے ہیں ۔ غور کرو ۔ دونوں کا انجام یکساں کس طرح ہو سکتا ہے ۔

مومن اور فاسق برابر نہیں ہو سکتا

اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ط لَا یَسْتَوٗنَ ۝ اَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰی نُزُلًا بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ وَ اَمَّا الَّذِیْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰهُمُ النَّارُ ط (پ ۲۱ ع ۱۵)

ترجمہ :۔ بھلا ایک جو ایمان پر ہے برابر ہے اُس کے جو نافرمان ہے ۔ نہیں برابر ہوتے ۔ سو وہ لوگ جو یقین لائے اور بھلے کام کئے تو ان کے لئے رہنے کے باغ ہیں ۔ یہ مہمانی ہے اُن کاموں کی وجہ سے جو وہ کرتے تھے ۔ اور وہ لوگ جو نافرمان ہوئے ۔ سو اُن کا گھر آگ ہے ۔

تشریح :۔ اگر ایک ایماندار اور بے ایمان کا انجام برابر ہو جائے تو سمجھو کہ خدا کے ہاں بالکل اندھیر ہے ۔ (العیاذ باللہ) اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایمانداروں کے عمل جنّت کی مہمانی کا سبب بن جائیں گے ۔ اور نافرمان دوزخ میں ڈالے جائیں گے ۔ کبھی کبھی آگ کے شعلے جہنمیوں کو دروازہ کی طرف پھینکیں گے ۔ اُس وقت شاید نکلنے کا خیال کریں ۔ فرشتے پھر اُدھر ہی دھکیل دیں گے کہ جاتے کہاں ہو ۔ جس چیز کو جھٹلاتے تھے ۔ اُس کا مزہ اب چکھو ۔ اَللّٰهُمَّ اَعِذْنِیْ مِنَ النَّارِ وَ اَجِرْنِیْ مِنْ غَضَبِكَ ۔

وَ مَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ ۵ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ لَا الْمُسِیْٓءُ ط قَلِیْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝ (پ ۲۴ ع ۱۱)

ترجمہ :۔ اور اندھا و آنکھوں والا برابر نہیں اور نہ ایماندار جو بھلے کام کرتے ہیں اور نہ بدکار ، تم بہت کم سوچتے ہو ۔

یعنی ایک اندھا جسے حق کا سیدھا راستہ نہیں سوجھتا اور ایک آنکھوں والا ، جو نہایت بصیرت کے ساتھ صراط مستقیم کو دیکھتا اور سمجھتا ہے ، کیا دونوں برابر ہو سکتے ہیں ؟ یا ایک نیکوکار مومن اور کافر بدکار کا انجام یکساں ہو سکتا ہے ؟ اگر ایسا نہیں تو ضرور ایک دن چاہیئے ۔ جب اُن کا باہمی فرق کھلے اور دونوں کے علم و عمل کے ثمرات اپنی اکمل ترین صورت میں ظاہر ہوں ۔ مگر افسوس کہ تم اتنا بھی نہیں سوچتے ۔

دوزخی اور جنّتی برابر نہیں ہو سکتا

لَا یَسْتَوِیْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ط اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ پ ۲۸ ع ۶

ترجمہ :- دوزخی اور جنتی برابر نہیں جنتی جو ہیں وہی مراد پانے والے ہیں۔

جنہوں نے اللہ کے حقوق بھلا دیئے۔ اس کی یاد سے غفلت اور بے پروائی برتی اللہ نے خود اُن کی جانوں سے انکو غافل اور بیخبر کر دیا کہ آنے والی آفات سے اپنے بچاؤ کی کوئی فکر نہ کی اور نافرمانیوں میں غرق ہو کر دائمی خسارے اور ابدی ہلاکت میں پڑ گئے۔ آدمی کو چاہیئے کہ اپنے آپ کو بہشت کا مستحق ثابت کرے۔ جس کا راستہ قرآن کریم کی ہدایات کے سامنے جھکنے کے سوا کچھ نہیں۔

زندہ اور مُردہ برابر نہیں ہو سکتا

وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۝ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ۝ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ط اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ ج وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝ اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ ۝ (پ ۲۲ - ع ۱۵)

ترجمہ :- اور برابر نہیں اندھا اور آنکھوں والا، اور نہ ہی اندھیرا اور اُجالا، اور نہ سایہ اور لُو، اور برابر نہیں زندے اور مُردے۔ اللہ جس کو چاہے سُناتا ہے۔ اور تُو قبر میں پڑے ہوؤں کو سُنانے والا نہیں۔

تشریح :- لیعنی مومن جس کو اللہ نے دل کی آنکھیں دی ہیں۔ حق کے اُجالے اور وحیِ الٰہی کی روشنی میں بے کھٹکے راستہ قطع کرتا ہُوا جنّت کے باغوں اور رحمتِ الٰہی کے سایہ میں جا پہنچتا ہے۔ کیا اُس کی برابری وہ کافر کر سکے گا۔ جو دل کا اندھا اوہام و اہوا کی اندھیریوں میں بھٹکتا ہُوا جہنّم کی آگ اور اس کی جھلس دینے والی لُوؤں کی طرف بے تحاشا چلا جاتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ایسا ہو تو یوں سمجھو کہ مُردہ اور زندہ برابر ہو گیا۔

فی الحقیقت مومن و کافر میں اس سے بھی زیادہ تفاوت ہے جو ایک زندہ تندرست آدمی اور مردہ لاش میں ہوتا ہے۔ اصلی اور دائمی زندگی صرف رُوحِ ایمان سے ملتی ہے بغیر اس کے انسان کو ہزار مُردوں سے بدتر مردہ سمجھنا چاہیئے۔ اللہ چاہے تو مردوں کو بھی سُنا دے۔ یہ قدرت اَوروں کو نہیں۔ اسی طرح سمجھ لو کہ پیغمبر کا کام خبر پہنچانا اور بھلے بُرے سے آگاہ کر دینا ہے۔ کوئی مُردہ دل کافر اُن کی بات نہ سُنے۔ تو یہ اُن کے بس کی بات نہیں۔

حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ لکھتے ہیں۔ کہ سب خلق برابر نہیں۔ جنہیں ایمان دینا ہے انہیں کو ملے گا۔ تُو بہتیری آرزو کرے۔ تو کیا ہوتا ہے۔ اور یہ جو فرمایا نہ اندھیرا نہ اُجالا، لیعنی نہ اندھیرا برابر اُجالے کے، اور نہ اُجالا برابر اندھیرے کے۔

میٹھا اور کھارا برابر نہیں ہو سکتا

وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ط الخ پ ۲۲ ع ۱۴)

ترجمہ :- اور دو دریا برابر نہیں۔ یہ میٹھا ہے پیاس بُجھاتا ہے خوشگوار۔ اور وہ کھارا، کڑوا، اور دونوں میں سے کھاتے ہیں تازہ گوشت، اور گہنا نکالتے ہو۔ جس کو پہنتے ہو۔

حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ لکھتے ہیں۔ ہر کام سہج سہج ہوتا ہے جیسے آدمی کا بننا اور اپنی عمر مُقدّر کو پہنچنا۔ اسیطرح سمجھ لو۔ اسلام بتدریج بڑھے گا اور آخرکار کفر کو مغلوب و مقہور کر کے چھوڑے گا۔ اسلام کے غلبہ کی طرف لطیف اشارہ ہے۔ اس آیت سے پہلے دلائل توحید اور شواہد قدرت بیان ہوتے آ رہے ہیں۔ کفر اور اسلام برابر نہیں۔ خدا کفر کو مغلوب ہی کرے گا۔ اگرچہ تم کو دونوں سے فائدہ ملے گا۔ مسلمانوں سے قوّت دین اور کافروں سے جزیہ خراج۔ گوشت، میٹھے، کھاری دونوں دریاؤں سے نکلتا ہے۔ لیعنی مچھلی اور گہنا (زیور) لیعنی موتی، مونگا اور جواہر اکثر کھاری سے نکلتے ہیں۔

ناپاک اور پاک برابر نہیں ہو سکتا

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ج فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ پ ۷ ع ۳

ترجمہ :- کہہ دو کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں اگرچہ تجھ کو ناپاک کی کثرت بھلی لگے۔ سو اللہ سے ڈرتے رہو، اے عقلمندو! تاکہ تمہاری نجات ہو۔

تفسیر :- پہلے رکوع میں فرمایا تھا کہ طیّبات کو حرام مت ٹھہراؤ۔ بلکہ اُن سے اعتدال کے ساتھ فائدہ اٹھاؤ۔ اس مضمون کی تکمیل کے بعد شراب وغیرہ چند ناپاک اور خبیث چیزوں کی حُرمت بیان فرمائی۔ اسی سلسلہ میں مُحرِم (احرام باندھنے والا) کے شکار کو حرام کیا۔ لیعنی جس طرح شراب اور مُردار وغیرہ خبیث چیزیں ہیں۔ اُسی طرح محرم کے شکار کو سمجھو۔

طیّب اور خبیث برابر نہیں ہو سکتے۔ تھوڑی چیز اگر طیّب و حلال ہو۔ وہ بہت سی خبیث و حرام چیز سے بہتر ہے عقلمند کو چاہیئے کہ ہمیشہ طیّب و حلال کو اختیار کرے۔ گندی اور خراب چیزوں کی طرف خواہ وہ دیکھنے میں کتنی ہی زیادہ ہوں اور بھلی لگیں۔ نظر نہ اُٹھائے۔

عالم اور جاہل برابر نہیں ہو سکتا

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ط قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ط اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ پ ۲۳ ع ۱۵

ترجمہ :- بھلا ایک جو رات کی گھڑیوں میں بندگی میں لگا ہُوا ہے۔ سجدے کرتا ہُوا اور قیام کرتا ہُوا، آخرت کا خطرہ رکھتا ہے اور اپنے رب کی مہربانی کی امید رکھتا ہے۔ تو کہہ دے کیا کوئی سمجھ والے اور بے سمجھ برابر ہوتے ہیں۔ سوچتے وہی ہیں جن کو عقل ہے۔

مطلب :- جو بندہ رات کی نیند اور آرام چھوڑ کر اللہ کی عبادت میں لگا۔ کبھی اُس کے سامنے دست بستہ کھڑا رہا۔ کبھی سجدہ میں گرا۔ ایک طرف آخرت کا خوف اُس کے دل کو بیقرار کئے ہوئے ہے اور دوسری طرف اللہ کی رحمت نے ڈھارس بندھا رکھی ہے۔ کیا یہ سعید بندہ اور وہ بدبخت انسان جس کا ذکر اوپر ہُوا کہ مصیبت کے وقت خدا کو پکارتا ہے اور جہاں مصیبت کی گھڑی ٹلی خدا کو چھوڑ بیٹھا، دونوں برابر ہو سکتے ہیں ہرگز نہیں۔ ایسا ہو تو یوں کہو ایک عالم اور جاہل یا سمجھ دار اور بیوقوف میں کچھ فرق نہ رہا۔ مگر اس بات کو وہی سوچتے اور سمجھتے ہیں۔ جن کو اللہ نے عقل دی ہے۔

حاجیوں کو پانی پلانے والا اور مسجد حرام کو لبسانے والا مومن اور مجاہد کے برابر نہیں ہو سکتا

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ

الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ
الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ جَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ
لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا
يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (الخ پ ۱۰ ع ۹)

ترجمہ:- کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجدِ حرام کا بسانا اس کے برابر کر دیا جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر یقین لایا۔ اور اللہ کی راہ میں لڑا۔ اللہ کے نزدیک یہ برابر نہیں اور اللہ ظالم لوگوں کو راستہ نہیں دیتا۔ جو ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنے مال و جان سے لڑے۔ اُن کے لئے اللہ کے ہاں بڑا درجہ ہے اور وہی مراد کو پہنچنے والے ہیں۔

تفسیر:- مشرکین مکہ کو اس پر بڑا فخر اور ناز تھا۔ کہ ہم حاجیوں کی خدمت کرتے انہیں پانی پلاتے، کھانا کپڑا دیتے اور مسجد حرام کی مرمت، کعبہ کا غلاف یا تیل بتی وغیرہ کا انتظام کرتے ہیں۔ اگر مسلمان اپنے جہاد و ہجرت وغیرہ پر نازاں ہیں۔ تو ہمارے پاس عبادات کا یہ ذخیرہ موجود ہے۔

ایک زمانہ میں حضرت عباسؓ نے بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مقابلہ میں اسی طرح کی بحث کی تھی۔ بلکہ صحیح مسلم میں ہے کہ ایک دفعہ چند مسلمان آپس میں جھگڑ رہے تھے کوئی کہتا تھا کہ میرے نزدیک اسلام لانے کے بعد حاجیوں کو پانی پلانے سے زیادہ کوئی عبادت نہیں۔ دوسرے نے کہا۔ میرے خیال میں اسلام کے بعد بہترین عمل مسجد حرام کی خدمت ہے (مثلاً جھاڑو دینا یا روشنی وغیرہ کرنا) تیسرا بولا کہ جہاد فی سبیل اللہ تمام عبادات و اعمال سے افضل و اشرف ہے۔ حضرت عمرؓ نے اُن کو ڈانٹا کہ تم جمعہ کے وقت منبر رسول اللہؐ کے پاس بیٹھ کر اس طرح بحثیں کر رہے ہو ذرا صبر کرو۔ جب حضورؐ جمعہ سے فارغ ہو جائیں گے آپ سے یہ چیز دریافت کر لی جائے گی۔ چنانچہ جمعہ کے بعد حضورؐ سے سوال کیا گیا تو یہ آیات نازل ہوئیں۔ یعنی حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کا ظاہری طور پر بسانا، ایمان باللہ اور جہاد فی سبیل اللہ میں سے کسی ایک کے برابر بھی نہیں ہو سکتا افضل ہونا تو کجا۔ یہاں جہاد کے ساتھ ایمان باللہ کا ذکر یا تو اس لئے کیا کہ مشرکین کے فخر و غرور کا جواب بھی ہو جائے۔ کہ تمام عبادات کی رُوح ایمان باللہ ہے۔ اس روح کے بغیر پانی پلانا یا مسجد حرام کی خدمت کرنا محض مُردہ عمل ہے۔ تو یہ مُردہ اور بے جان عمل ایک زندۂ جاوید عمل کے برابری کیسے کر سکتا ہے اور اگر صرف مومنین کے اعمال کا باہمی موازنہ کرنا ہے تو ایمان باللہ کا ذکر جہاد فی سبیل اللہ کی تمہید کے طور پر ہو گا۔ اصل مقصود جہاد وغیرہ عزائم اعمال کی فضیلت کو بیان کرنا ہے۔ ایمان کے ذکر سے تنبیہ فرمادی کہ جہاد فی سبیل اللہ ہو یا کوئی عمل ایمان کے بغیر ہیچ اور لاشئے محض ہے۔ ان عزائم اعمال (جہاد و ہجرت وغیرہ) کا قائم رہنا بھی ایمان باللہ سے ہوتا ہے اور اس نکتہ کو وہی لوگ سمجھتے ہیں جو فہم سلیم رکھتے ہیں۔ ظالمین کی ان حقائق تک رسائی نہیں ہوتی۔

غلام اور آزاد برابر نہیں ہو سکتا

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا
لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّ مَنْ رَّزَقْنٰهُ
مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا
وَّجَهْرًا ؕ هَلْ يَسْتَوٗنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ
بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَضَرَبَ
اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ
لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى
مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ؕ
هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ
وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ پ ۱۴ ع ۱۶

ترجمہ:- اللہ نے ایک مثال بتلائی ایک بندہ پرائے مال کی کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتا اور ایک جس کو ہم نے اپنی طرف سے خاصی روزی دی۔ سو وہ اس میں سے چھپا کر اور سب کے سامنے خرچ کرتا ہے کہیں برابر ہوتے ہیں۔ سب تعریف اللہ کو ہے۔ مگر بہت لوگ نہیں جانتے۔ اور اللہ نے ایک دوسری مثال بتائی دو مرد ہیں ایک گونگا جو کچھ کام نہیں کر سکتا۔ اور وہ اپنے آقا پر بھاری ہے۔ جس طرف وہ اُس کو بھیجے۔ کچھ بھلائی کر کے نہ لائے۔ کہیں برابر ہے وہ اور ایک وہ شخص جو انصاف سے حکم کرتا ہے۔ اور سیدھی راہ پر ہے۔

تفسیر:- ایک شخص وہ ہے جو آزاد نہیں دوسرے کا مملوک غلام ہے۔ کسی طرح کی قدرت و اختیار نہیں رکھتا۔ ہر ایک تصرف میں مالک کی اجازت کا محتاج ہے۔ اس کی اجازت کے بغیر سب تصرفات غیر معتبر ہیں۔

دوسرا آزاد اور با اختیار شخص ہے۔ جسے خدا نے اپنے فضل سے بہت کچھ مقدرت اور روزی عنایت فرمائی۔ جس میں سے دن رات سرًّا و علانیۃً بے دریغ خرچ کرتا ہے کوئی اس کا ہاتھ نہیں روک سکتا۔ کیا یہ دونوں شخص برابر ہو سکتے ہیں؟ اسی طرح سمجھ لو کہ حق تعالیٰ ہر چیز کا مالک حقیقی ہے۔ سب تعریفیں اور خوبیاں اس کے خزانے میں ہیں۔ جس کو جو چاہے دے۔ کوئی مزاحمت کرنے والا نہیں۔ ذرہ ذرہ پر کُلّی اختیار اور کامل قبضہ رکھتا ہے۔ یہ کس قدر ظلم ہو گا۔ کہ ایک پتھر کے بُت کو اس کے برابر کر دیا جائے۔ جو کسی چیز کا مالک نہیں بلکہ خود پرایا مال ہے۔ اگر مالک مجازی اور مملوک مجازی برابر نہیں ہو سکتے تو کوئی مملوک محض مالکِ حقیقی کا شریک کیسے بن سکتا ہے۔ یہاں سے یہ بھی سمجھ لو کہ خدائے واحد کا پرستار جسے مالک نے علم و ایمان کی دولت بخشی اور لوگوں میں شب و روز روحانی نعمتیں تقسیم کرنے کا ذریعہ بنایا گیا۔ ایک پلید مشرک کو جو بُت کا مملوک، اہوا و اوہام کا غلام ہے اور عمل مقبول سے محض تہی دست ہے اس مومن موحّد کے ساتھ برابر کھڑا کیا جا سکتا ہے؟ کلا واللہ۔

گونگا ہے تو لازمی طور پر بہرا بھی ہو گا۔ گویا نہ اپنی کہہ سکے نہ دوسرے کی سن سکے۔ کیونکہ نہ حواس رکھتا ہے نہ عقل، اور اپاہج ہے جو چل پھر بھی نہیں سکتا۔ یعنی مالک کے کسی کام کا نہیں جدھر اُسے بھیجنا چاہے یا متوجہ کرنا چاہے کچھ بھلائی اور فلاح نہ پہنچا سکے۔ خود سیدھی راہ پر قائم رہ کر دوسروں کو بھی اعتدال و انصاف کے راستہ پر لے جا رہا ہے۔ جب یہ دونوں شخص برابر نہیں ہو سکتے تو ایک خود تراشیدہ پتھر کی مورتی کو (والعیاذ باللہ) خدائی کا درجہ کیونکر دیا جا سکتا ہے۔

یا ایک اندھا بہرا مشرک جو خدا کی پیدا کی ہوئی روزی کھاتا ہے اور کوڑی کا کام کر کے نہیں دیتا۔ اس مومن قانت کی ہمسری کیسے کر سکتا ہے۔ جو خود سیدھی راہ پر ہو اور دوسروں کو اپنے ساتھ لئے جاتے۔

حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی خدا کی دو مخلوق ایک بُت نکما نہ ہل سکے نہ چل سکے جیسے گونگا غلام، دوسرا رسول جو اللہ کی راہ بتا دے ہزاروں کو اور آپ بندگی پر قائم ہے۔ اس کے تابع ہونا بہتر یا اس کے۔

ایک آقا والا غلام اور کئی آقاؤں والا غلام برابر نہیں ہو سکتے

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ؕ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ (پ ۲۳ ع ۱۷)

ترجمہ :- اللہ نے ایک مرد کی مثال بیان فرمائی کہ اس میں کئی ضدی شریک ہیں اور ایک مرد پورا ایک شخص کا ہے کیا دونوں مثل برابر ہوتی ہیں - سب خوبی اللہ کے لئے ہے پر وہ بہت لوگ سمجھ نہیں رکھتے -

مطلب :- کئی حصہ دار ایک غلام یا نوکر میں شریک ہیں اور ہر حصہ دار اتفاق سے کج خلق - بے مروّت اور سخت ضدّی واقع ہوا ہے - چاہتا ہے کہ غلام صرف اُسی کے کام میں لگا رہے - دوسرے شرکاء سے کوئی سروکار نہ رکھے - اس کھینچ تان میں ظاہر ہے غلام سخت پریشان اور پراگندہ دل ہو گا -

برخلاف اس کے جو غلام پورا ایک کا ہو - اُسے ایک طرح کی یکسوئی اور طمانیت حاصل ہو گی اور کئی آقاؤں کو خوش رکھنے کی کشمکش میں گرفتار نہ ہو گا اب ظاہر ہے کہ یہ دونوں غلام برابر نہیں ہو سکتے -

اسی طرح مُشرک اور موحّد کو سمجھ لو - مشرک کا دل کسی طرف بٹا ہوا ہے - اور کتنے ہی جھوٹے معبودوں کو خوش رکھنے کی فکر میں رہتا ہے - اس کے برخلاف موحّد کی کل توجہات و خیالات اور دوا دوش کا ایک مرکز ہے وہ پوری دلجمعی کے ساتھ اس کے خوش رکھنے کی فکر میں ہے اور سمجھتا ہے کہ اُس کی خوشنودی کے بعد کسی کی خوشنودی کی ضرورت نہیں -

سب خوبی اللہ کے لئے ہے کہ کیسے اعلیٰ مطالب و حقائق کو کیسی صاف اور دلنشین امثال و شواہد سے سمجھا دیتے ہیں - مگر اس پر بھی بہت بدنصیب ایسے ہیں جو ان واضح مثالوں کے سمجھنے کی توفیق نہیں پاتے -

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ (پ ۸ ع ۲)

ترجمہ :- بھلا ایک شخص جو مُردہ تھا پھر ہم نے اُس کو زندہ کر دیا اور ہم نے اس کو روشنی دی - جس کو لوگوں میں لئے پھرتا ہے - کیا وہ برابر ہو سکتا ہے اس کے کہ جس کا حال یہ ہے - کہ وہ اندھیروں میں پڑا ہے - وہاں سے نکل نہیں سکتا - اسی طرح کافروں کی نگاہ میں اُن کے کام مزیّن کر دیئے -

مطلب :- کیا وہ شخص جو جہالت اور گمراہی کی موت سے مرچکا تھا - پھر اس کو حق تعالیٰ نے ایمان و عرفان کی رُوح سے زندہ کیا اور قرآن کی روشنی عطا فرمائی - جسے لے کر وہ لوگوں کے ہجوم میں بے تکلف راہِ راست پر چل رہا ہے - کیا اس کا حال اغوائے شیطانی کے قبول کرنے میں ان اولیاء الشیطان جیسا ہو سکتا ہے - جو جہالت اور گمراہی کی اندھیریوں میں پڑے ٹھوکریں کھا رہے ہیں - جس سے نکلنے کی کوئی راہ نہیں پاتے - کیونکہ اسی ظلمت کو نور اور بُرائی کو بھلائی سمجھتے ہیں - ایسا کبھی نہیں ہو سکتا -

حق و باطل یکساں نہیں

اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اُتارا پھر نالے اور ندیاں اپنے اپنے ظرف کے مطابق بہنے لگے - پھر وہ نالہ پھولا ہوا جھاگ اوپر لے آیا - اور جس چیز کو زیور یا اسباب بنانے کے واسطے آگ میں دھونکتے ہیں - اس میں بھی ویسا ہی جھاگ ہے اللہ تعالیٰ حق اور باطل کی مثال یوں بیان فرماتے ہیں

خدا تعالیٰ کی مثالیں کیسی عجیب ہوتی ہیں اور کیسے مؤثر طرز میں سمجھا دیا کہ دُنیا میں جب حق و باطل بھڑتے ہیں - یعنی دونوں کا جنگی مقابلہ ہوتا ہے تو گو تھوڑی دیر کے لئے باطل اونچا اور پھولا ہوا نظر آتا ہے - لیکن آخر کار باطل کو منتشر کر کے حق ہی ظاہر اور غالب ہو کر رہتا ہے - کسی مومن کو باطل کی عارضی نمائش سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیئے اسی طرح کسی انسان کے دل میں جب حق اُتر جائے، کچھ دیر کے لئے اوہام و وساوس زور و شور دکھلائیں تو گھبرانے کی بات نہیں - تھوڑی دیر میں یہ ابال بیٹھ جائے گا اور خالص حق ثابت و مُستقر رہے گا -

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ○ (پ ۱۵ ع ۹)

ترجمہ :- اور کہہ دیجئے سچ آیا اور جھوٹ نکل بھاگا - بے شک جھوٹ نکل بھاگنے والا ہے -

یعنی اب دین حق غالب ہوا اور کفر بھاگا - یہ قرآن کی ایک پیشگوئی ہے -

صدق و کذب

اِنَّ الصِّدْقَ يُنْجِيْ وَالْكِذْبَ يُهْلِكُ (حدیث)

بے شک سچائی نجات دیتی ہے - اور جھوٹ ہلاک کرتا ہے -

حق و صداقت اور توحید و معرفت کا سدابہار درخت روز بروز پھلتا پھولتا رہے گا - اور بڑی پائیداری کے ساتھ اونچا ہوتا رہتا ہے - اس کے برخلاف جھوٹی بات اور شرک اور کفر کے جھوٹے دعوے کی کوئی جڑ بنیاد نہیں ہوتی - ہوا کے ایک جھٹکے میں اُکھڑ کر گر پڑتا ہے -

خبیث و طیب کلمات برابر نہیں ہو سکتے

"ستھری بات ایک پاک درخت کی طرح ہوتی ہے - جس کی شاخیں آسمان میں ہوں اور وہ ہر وقت اپنے رب کے حکم سے پھل لاتا ہو اور گندی بات کی مثال گندے درخت کی طرح ہوتی ہے - جسکو زمین کے اوپر سے اُکھاڑ پھینکا جائے اور اس کو کوئی جماؤ نہ ہو - اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو دُنیا کی زندگی اور آخرت میں مضبوط بات سے قائم رکھتا ہے اور بے انصافوں کو بھلا دیتا ہے" (پ ۱۳ ع ۱۶)

مطلب یہ ہے کہ مومنین دنیا کی زندگی سے لے کر محشر تک اسی کلمۂ طیبہ کی بدولت مضبوط اور ثابت قدم رہیں گے دُنیا میں کیسی ہی آفات و حوادث پیش آئیں، کتنا ہی سخت امتحان ہو - قبر میں نکیرین سے سوال و جواب ہو، محشر کا ہولناک منظر ہوش اُڑا دینے والا ہو - ہر موقعہ پر یہی کلمۂ توحید انکی یاوری اور استقامت کا ذریعہ بنے گا -

خیر و شر

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ؕ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ (پ ۲۴ ع ۱۹)

ترجمہ:- اور نیکی و بدی برابر نہیں۔ جواب میں وہ کہہ دیجئے جو اُس سے بہتر ہو۔

مطلب:- ان آیات میں ایک سچے داعی الی اللہ کو جس حسنِ خلق کی ضرورت ہے۔ اس کی تعلیم دیتے ہیں۔ یعنی خوب سمجھ لو کہ نیکی بدی کے اور بدی نیکی کے برابر نہیں ہو سکتیں۔ دونوں کی تاثیر جداگانہ ہے۔ بلکہ ایک نیکی دوسری نیکی سے اور ایک بدی دوسری بدی سے اثر میں بڑھ کر ہوتی ہے۔ لہذا ایک مومن قانت اور خصوصًا ایک داعی الی اللہ کا مسلک یہ ہونا چاہیئے کہ بُرائی کا جواب بُرائی سے نہ دے۔ بلکہ جہاں تک گنجائش ہو۔ برائی کے معاملہ میں بھلائی سے پیش آئے۔

اسلام و کُفر

وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ط وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۞ (پ ۱۰ ع ۱۲)

ترجمہ:- اور کافروں کی بات نیچے ڈالی اور اللہ کی بات ہمیشہ اوپر ہے اور اللہ زبردست ہے حکمت والا۔

ہجرت کے موقعہ پر غار ثور میں حق تعالیٰ نے حضورؐ کے قلب مبارک پر اور آپکی برکت سے ابوبکرؓ کے قلب پر خاص قسم کی تسکین نازل فرمائی اور فرشتوں کی فوج سے حفاظت کرائی اور مکڑی کا جالا بڑے بڑے مضبوط اور مستحکم قلعوں سے بڑھ کر ذریعہ تحفظ بن گیا۔ اس طرح خدا نے کافروں کی بات نیچی کی اور اُن کی تدابیر خاک میں ملا دیں۔ آپؐ تین روز غار میں قیام فرما کر بعافیت تمام مدینہ طیبہ پہنچ گئے۔ بے شک انجام کار خدا ہی کا بول بالا رہتا ہے۔ وہ ہر چیز پر غالب ہے۔ اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ـــ!

مدرسہ عربیہ مدینۃ العلوم سرگودہا کا سالانہ تعلیمی و تبلیغی

جلسہ

جامع مسجد گول چوک میں مورخہ ۲۱ر ۲۲ر ۲۳ر اکتوبر ۱۹۶۰ء مطابق ۲۹ر ۳۰ر ربیع الثانی و یکم جمادی الاول ۱۳۸۰ھ بروز جمعہ۔ ہفتہ۔ اتوار کو منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں پاکستان کے ممتاز علماءِ کرام خطاب فرمائیں گے۔

ناظم اجلاس مدرسہ عربیہ مدینۃ العلوم رجسٹرڈ سرگودہا مغربی پاکستان

یومِ حدیث

مجلسِ علوم اسلامیہ، اسلامیہ کالج ریلوے روڈ۔ لاہور عنقریب اپنے کالج میں "یوم حدیث" منا رہی ہے۔ جس میں رسول اکرمؐ کی احادیث پر مفصل روشنی ڈالی جائے گی۔ ملک کے ممتاز علماء کی شرکت کی توقع ہے۔ جو اصحاب شرکت فرمانا چاہیں وہ کالج میں اپنا پتہ بھیج دیں تاکہ اُن کو وقت مقررہ پر دعوت نامہ بھیجا جا سکے۔ تاریخ کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔

سیکرٹری۔ حافظ اے۔ ایچ۔ بابر۔ مجلس علوم اسلامیہ اسلامیہ کالج۔ ریلوے روڈ۔ لاہور

ایک مبلغ و سفیر کی ضرورت ہے

مدرسہ عربیہ محمود العلوم واقع خانپور بگا شیر ضلع مظفر گڑھ کیلئے ایک مبلغ و دیانتدار ہوشیار سفیر کی ضرورت ہے۔ اگر کوئی دیندار شخص اس دینی خدمت میں حصہ لینا چاہے تو ہم مناسب شرائط پر مناسب عوضانہ دینے کے لئے تیار ہیں شائق حضرات اس پتہ پر خط و کتابت کریں۔

غلام یٰسین مدرس مدرسہ عربیہ محمود العلوم خانپور بگا شیر۔ ضلع مظفر گڑھ

تارکِ نماز دوزخی ہے

وہ بہشتوں میں ہونگے ایک دوسرے سے پوچھیں گے گناہگاروں کی نسبت۔ کس چیز نے تمہیں دوزخ میں ڈالا؟ وہ کہیں گے ہم نمازی نہ تھے (سورۃ مدثر)

"خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر ضرور لکھیں"
شکریہ

بنام مہتمم صاحبان

وفاق المدارس العربیّہ پاکستان (ملتان)

حسب الحکم جناب صدرِ محترم حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی مدظلہٗ وفاق المدارس العربیہ پاکستان (ملتان)، کی مجلسِ شوریٰ کا سالانہ اجلاس ۳ر ۴ر جمادی الاولیٰ ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۴ر ۲۵ر اکتوبر ۱۹۶۰ء بروز دوشنبہ، سہ شنبہ بمقام مدرسہ عربی خیر المدارس بیرون دہلی دروازہ ملتان شہر ـــ میں منعقد ہونا قرار پایا ہے۔ اجلاس کی اہمیت کے پیشِ نظر آپ کی یا آپ کے نامزد نمائندہ کی شرکت ازحد ضروری ہے۔ امید ہے کہ آپ تاریخ معینہ اور وقت مقررہ پر شریکِ اجلاس ہو کر.... وفاق المدارس کے استحکام اور ترقی کے لئے مفید مشورے دے کر ممنون فرمائیں گے۔

مجلسِ شوریٰ کا ایجنڈا درج ذیل ہے

۱۔ مدارس سے متعلق اوقاف کے مآل پر غور۔
۲۔ تعلیمی نظام کا جائزہ۔
۳۔ وفاق کے استحکام کے ذرائع سوچنا اور انہیں بروئے کار لانے کی تجاویز پر غور۔
۴۔ منظور شدہ نصاب سے پیدا شدہ مشکلات کے حل پر غور۔
۵۔ سالِ رواں کے اعلیٰ امتحانات کی یگانگت کے متعلق فیصلہ۔
۶۔ دستور کی بعض دفعات پر غور۔
۷۔ سالِ گذشتہ کے حسابات کی منظوری اور سالِ رواں کے میزانیہ پر غور۔
۸۔ دیگر امور باجازت جناب صدر محترم۔

لہذا گذارش ہے۔ کہ

الف۔ مجلسِ شوریٰ کے اجلاس میں شرکت کیلئے آپ یا آپ کے مدرسہ کے نمائندے کی آمد کی اطلاع ۲۶ر ربیع الثانی ۱۳۸۰ھ ۱۷ر اکتوبر ۱۹۶۰ء تک دفتر وفاق المدارس (مدرسہ خیر المدارس) ملتان میں پہنچ جائے۔

ب۔ اجلاس شوریٰ کی پہلی نشست بروز دوشنبہ بوقت ۱۰ بجے صبح شروع ہوگی۔

ج۔ ایجنڈا کے متعلق یا وفاق المدارس کے مفاد کے پیشِ نظر کوئی تجویز بھیجنا چاہیں تو وہ بھی ۲۶ر ربیع الثانی ۱۳۸۰ھ تک دفتر وفاق میں بھیج دیں۔ تاکہ مجلسِ عاملہ ۲۳ر اکتوبر کے اجلاسِ خصوصی میں غور کر سکے۔

د۔ فوقانی مدارس دورہ حدیث شریف کے طلباء کی فہرست مع کوائف ہمراہ لاویں۔

ہ۔ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لاویں۔

محمد شریف ناظم دفتر وفاق المدارس العربیہ پاکستان ملتان

بچوں کا صفحہ

جذبۂ ایثار و شجاعت

عرفان زمینی راولپنڈی

کم عمر صحابہ کی شجاعت، ان کی جوانمردی و بلند حوصلگی کے یہ چند واقعات ھدیہ قارئین کئے جا رھے ھیں، امید ھے کہ فرزندانِ اسلام اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چل کر اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں حصہ لیں گے۔

عمیر بن ابی وقاص ایک نوعمر صحابی تھے۔ بچپن میں ہی دولت اسلام سے بہرہ مند ہوئے، اور اسلام کی راہ میں کٹ مرنا سعادتِ عظیم سمجھتے تھے۔ ان کے بھائی سعد بن ابی وقاص بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے مشہور صحابہ میں سے ایک تھے۔ چنانچہ ان سے روایت ہے کہ جس دن جنگ بدر کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ اور جاں نثار ایک ایک کر کے جمع ہو رہے تھے۔ تو میں نے عمیر کو دیکھا کہ وہ کبھی ایک اور کبھی دوسرے کونے میں اپنے آپ کو چھپانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مجھے بڑا تعجب ہوا۔ دریافت کیا تو کہنے لگے کہ مجھے ڈر ہے کہیں حضور صلعم مجھے دیکھ نہ لیں اور بچہ سمجھ کر ساتھ لے جانے کی ممانعت فرمائیں اور میں جنگ میں ضرور شریک ہونا چاہتا ہوں۔ کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ مجھے شہادت نصیب فرمائیں۔ چنانچہ جب تمام لشکر صف آرا تھا اور حضور صلعم جائزہ لے رہے تھے تو انھوں نے عمیر کو بلا کر ہمراہ جانے سے روک دیا۔ عمیر ذوقِ جہاد سے مغلوب ہو گئے اور ان کے آنسو بہہ نکلے۔ حضورؐ کو علم ہوا تو وہ ہمراہ لے جانے میں رضامند ہو گئے۔ چنانچہ وہ بصد شوق و مسرّت لڑائی میں شریک ہوئے اور ان کی دلی آرزو بر آئی اور وہ جام شہادت نوش فرما گئے۔ ان کی کم سنی کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ان کا قد تلوار سے بھی چھوٹا تھا۔!

اب ایک اور نوعمر صحابی کی شجاعت کا عجیب و غریب واقعہ سنیے!

مدینہ طیبہ سے چند میل دور غابہ نامی ایک بستی تھی۔ جس کی چراگاہ میں حضور صلعم کے اونٹ چرا کرتے تھے۔ ایک دن اچانک ڈاکوؤں کے ایک گروہ نے جس کا سردار عبدالرحمٰن فزاری تھا حملہ کر دیا اور اونٹوں کے محافظ کو قتل کر کے تمام اونٹ ہانک کر لے گئے۔ اتفاقاً ایک نوعمر صحابی سلمہ بن اکوع جن کی عمر تقریباً بارہ یا تیرہ سال کی تھی صبح سویرے غابہ کی طرف جا رہے تھے۔ ان کی نظر ڈاکوؤں پر پڑی۔ بچے تو تھے ہی مگر ان کی دوڑ ضرب المثل تھی۔ کہتے ہیں کہ جب کوئی عربی گھوڑا بھی دوڑتا، تو آپ اسے پکڑ لیتے۔ لیکن آپ کو تیز رفتار گھوڑا بھی نہ پہنچ سکتا تھا۔ ساتھ ہی تیر اندازی میں بھی کافی مہارت رکھتے تھے۔ چنانچہ وہ ایک ٹیلے پر چڑھ گئے اور بآوازِ بلند مدینہ کی طرف منہ کر کے ڈاکہ زنی کا اعلان کیا اور خود تیر کمان لے کر ان کا تعاقب شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ ان کے قریب پہنچ گئے اور عقب سے تیر برسانے شروع کر دیئے۔ آپ اس قدر جلدی سے تیر برسا رہے تھے کہ ڈاکو سمجھے شاید کوئی بڑا مجمع ان کے تعاقب میں ہے۔ آپ چونکہ تنہا اور پیدل تھے اس لئے جب کوئی ڈاکو پیچھے مڑ کر دیکھتا تو فوراً درخت کی اوٹ میں ہو کر تیر چلا دیتے اور وہ خوف سے بھاگ نکلتا چنانچہ ڈاکو بھاگتے رہے اور آپ بدستور ان کا تعاقب کرتے رہے۔ سلمہ فرماتے ہیں کہ آہستہ آہستہ تمام اونٹ میرے پیچھے رہ گئے جو کہ حضورؐ کے ان ڈاکوؤں نے لوٹے تھے۔ علاوہ ازیں تیس برچھے اور تیس چادریں بھی وہ ڈاکو چھوڑ گئے۔ اتنے میں عیینہ بن حصن کی قیادت میں ایک جماعت ڈاکوؤں کی حمایت کو آ پہنچی اور ان کو قوّت حاصل ہو گئی۔ وہ یہ بھی جان گئے کہ میں اکیلا ہوں۔ چنانچہ کئی ایک نے پلٹ کر میرا تعاقب کیا اور میں ایک پہاڑی پر چڑھ کر رُک گیا اور تھوڑی دیر بعد وہ بھی وہاں پہنچ گئے۔ جب وہ میرے بالکل قریب آ گئے تو میں نے ان سے پوچھا: "کیا تم مجھے جانتے ہو کہ میں کون ہوں؟" انھوں نے کہا "نہیں ہاں بتا تو کون ہے۔" میں نے جواب میں کہا کہ "میں ابن الاکوع ہوں اور قسم اس خدا کی جس نے محمّد صلی اللہ علیہ وسلّم کو عزّت دی کہ تم میں سے کوئی بھی مجھ کو پکڑ نہیں سکتا۔ لیکن اگر میں تم میں سے کسی کو پکڑنا چاہوں تو وہ بچ کر نہیں نکل سکتا۔" ان کا یہ دعوٰی حقائق پر مبنی تھا۔ سلمہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کو اسی طرح مصروفِ گفتگو رکھا۔ در اصل میرا مدّعا یہ تھا کہ اتنی دیر میں مدینہ سے کوئی جماعت مدد کے لئے پہنچ جائے اور میں درختوں میں سے مدینہ کی طرف بھی دیکھ رہا تھا۔ اچانک مجھے سواروں کی ایک جماعت نظر آئی۔ جو کہ دوڑ رہے تھے۔ ان میں سب سے آگے اخرم اسدی تھے۔ انھوں نے آتے ہی عبدالرحمٰن فزاری پر حملہ کیا اور اس کا گھوڑا زخمی ہو گیا۔ جس سے وہ نیچے گر پڑا۔ فزاری بھی اسدی کی طرف متوجّہ ہوا اور ان پر حملہ کر دیا۔ جس سے وہ شہید ہو گئے۔ ایک اور مسلمان ابو قتادہ نے فزاری کو قتل کر دیا۔ اس طرح باقی کفّار بھاگ گئے۔ روایت ہے کہ اس جھڑپ میں مسلمانوں میں سے صرف اخرم اسدی اور کفّار کے بہت سے آدمی قتل ہوئے تھے۔ اس کم عمری میں سلمہ کا یہ کارنامہ کیا غیر معمولی نہیں تھا؟

روایت ہے کہ امیر، ابی اللحم کے غلام اور کم عمر بچّے تھے لیکن ان کا دل ذوق جہاد سے معمور تھا۔ چنانچہ انھوں نے خیبر کی لڑائی میں شرکت کا ارادہ کیا۔ جس کی دوسرے سرداروں نے بھی تائید کی۔ چنانچہ حضورؐ نے اجازت دیتے ہوئے لڑنے کے لئے ایک تلوار بھی مرحمت فرمائی۔ جب وہ ننھّا مجاہد گلے میں تلوار لٹکائے چلتا تھا تو تلوار زمین سے گھسٹ رہی تھی لیکن ذوقِ جہاد تھا کہ آپ بڑھے چلے جا رہے تھے اور لڑائی سے بخیر و عافیت واپس لوٹے (ابوداؤد) اس ایک واقعہ سے ہی اندازہ لگایا جا سکتا

ایڈیٹر
عبدُ المنّان
چوہان

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

شرح چندہ
سالانہ: گیارہ روپے ششماہی: چھ روپے
سہ ماہی: تین روپے

منظور شدہ محکمۂ تعلیم وجیل مغربی پاکستان

فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا